غیر مقلدین
ایک تعارف

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

کسی بھی طرح کی چھپائی، ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے لئے رابطہ کریں

مجیب الرحمٰن قاسمی (مسکان پریس، سبھاش نگر، میرٹھ) 7895786325

غیر مقلدین
ایک تعارف

محمد فاروق غفرلہ

مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلات

نام کتاب:........................**غیر مقلدین! ایک تعارف**

مصنف:...................................**محمد فاروق غفرلہٗ**

تعداد:...**۵۰۰۰**

کمپوزنگ:..................مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری شعبہ کمپیوٹر جامعہ ہذا

سن اشاعت:..........................۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء

صفحات:...۷۲

قیمت:............

-: ملنے کا پتہ :-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم۔ اما بعد

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کے آخری ایام میں افراتفری کے جو حالات رونما ہوئے، ان سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں شہر بدر کئے ہوئے یہودیوں نے بڑا فائدہ اٹھایا، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام کے خلاف متعدد سازشیں کیں۔

یہودیوں نے دیکھا کہ اسلام کو کمزور کرنے اور اس کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے، وہ یہ ہے کہ اسلام کا چولا پہن کر مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہوا جائے، اسی طریقہ سے ان کے عقائد کو مشکوک ومشتبہ بنایا جائے، تاکہ ان کے اندر سے دین کی اسپریٹ ختم ہوجائے، اس خطرناک منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہت سے یہودیوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا، ''عبداللہ بن سبا'' ان یہودیوں میں سرفہرست تھا، اور اس تمام تر توجہ کا مقصد اسلامی عقائد پر شک وشبہ کا اظہار کرنا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب کرکے جھوٹی احادیث تیار کرنا تھا۔

معتبر تاریخی حوالوں کے مطابق عہد عثمانی کے اواخر میں ابن سبا کا ظہور ہوا اور اس کا نصب العین تحریک اسلامی کو ہر طرح شل اور معطل کرنا تھا، اس سلسلہ میں اس کا پہلا وار عقیدۂ توحید پر تھا، جو اس عظیم تحریک کی روح تھی، اس کے بعد اس کا نشانہ داعی توحید کی شخصیت تھی۔

یمن کے اس یہودی نے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت کم کرنے کے لئے ''امامت اور عصمت ائمہ'' کا نظریہ پیش کیا اور کہا کہ امامت امیر

المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موروثی حق ہے، کیونکہ جس طرح ہر نبی کا ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے، اسی طرح امیر المؤمنین بھی نبی علیہ السلام کے وصی ہیں۔

(کشی معرفۃ اخبار الرجال: ۷۱، نعمت اللہ جزائری انوار النعمانیہ: ۲۰۷)

ابتداء لفظ شیعہ حمایتی اور طرفدار کے معنی میں استعمال ہوا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرف دار اور مداحوں کو شیعان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حمایتیوں اور بہی خواہوں کو شیعان علی کہا جاتا تھا، اور یہ نظریاتی نہیں، بلکہ سیاسی تقسیم تھی، ۳۷ھ میں کچھ لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینے لگے، اور حضرت علیؓ کے بارے میں دیگر خرافات مثلاً وصی اور خلیفۃ الرسول اور امام کی معصومیت کا عقیدہ ان میں شامل ہوگیا، بس یہی تھا شیعیت کا نقطۂ آغاز شیعان عثمان نے جب دیکھا کہ شیعان علی کہلانے والے اپنے عقیدہ میں غلو کرنے لگے اور اسلام کی روح کے منافی عقیدے اختیار کرتے ہیں۔

تو حضرت عثمانؓ کے حمایتیوں نے خود کو شیعان عثمانؓ کہنا بند کر دیا، اب میدان میں صرف شیعان علی رہ گئے رفتہ رفتہ انہوں نے بھی اضافت کو ختم کر کے اپنے آپ کو مطلقاً شیعہ کہنا شروع کر دیا، اور اس امت کو جس قدر فرقۂ شیعہ سے نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے کسی بدترین سے بدترین دشمن سے نہیں پہنچا آج تک امت اس نقصان کا خمیازہ بھگت رہی ہے، اب آخر میں میں ایک نومولود فرقہ جو اپنے آپ کو بزعم خویش قدیم ترین فرقہ کہتا ہے، غیر مقلدین کا ہے جس کا مقصد بھی شیعوں کی طرح اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے اور یہ ان کا محبوب اور پسندیدہ ترین مشغلہ ہے۔

اس فرقہ کو ہندوستان میں زیادہ تقویت اور شہرت انگریز کے زمانہ میں

حاصل ہوئی چونکہ علمائے احناف، علمائے دیوبند وغیرہ نے انگریز سے لڑائیاں لڑیں اس لئے انگریز کے اصل دشمن علمائے احناف (علماء دیوبند) تھے اس وجہ سے علمائے دیوبند پر انگریز نے وہ مظالم ڈھائے ہیں کہ ان کو سننے سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، اس لئے انگریز نے علمائے دیوبند کے مقابلہ کے لئے اور مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کے لئے انتہائی ہوشیاری وچالاکی سے منصوبہ بند طریقہ پر کچھ علماء کو کھڑا کیا۔

(۱)...... ایک اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو کھڑا کیا مولانا احمد رضا خاں صاحب نے انگریز کی حکومت کے وقت ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا اور انگریز کے خلاف جہاد کرنے کو ناجائز وحرام کہا، اور اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا، دوسری طرف مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کے لئے علمائے دیوبند اور اپنے ہم مسلک لوگوں کے ماسواء سب کو کافر ومشرک قرار دیا۔

(۲)...... دوسرے مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنۃ کو کھڑا کیا، مرزا صاحب نے بھی انگریز حکومت کو دارالاسلام قرار دیا، اور انگریزی حکومت کو خدائی رحمت بتایا، اور کہا کہ ایسا امن وسکون جیسا انگریز کے زیر سایہ ہے ایسا سکون نہ مکہ میں ہے نہ مدینہ میں اور انگریز کے خلاف جہاد کرنے کو ناجائز وحرام کہا، اور اس مضمون کے پچاسوں رسالے لکھے، اور مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کے لئے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے ماننے والوں کے ماسواء پوری امت کو کافر کہنا شروع کیا۔

(۳)...... اسی طرح علمائے غیر مقلدین مولانا محمد حسین صاحب بٹالویؒ مولانا میاں نذیر احمد صاحبؒ کو کھڑا کیا ہر دو حضرات نے انگریز کی پوری پوری

حمایت کی اس کی موافقت میں رسالے لکھے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحبؒ نے ''الاقتصادقی مسائل الجہاد'' رسالہ لکھا جس میں انگریز کے خلاف جہاد کو ناجائز وحرام قرار دیا، اور انگریز حکومت کو رحمت خداوندی کہا اور ہندوستان کو دارالاسلام بتایا، جس کے صلہ میں ہر دو حضرات اور دیگر علمائے غیر مقلدین کو انگریز حکومت کی طرف سے بڑی بڑی جائیدادیں اور جاگیریں انعام میں ملیں، اوران کو بڑے بڑے خطابات سے نوازا گیا۔

علمائے غیر مقلدین نے اپنے آقا اور ولی نعمت انگریز کے اشاروں پر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے اپنے مسلک کے ماسواء تمام امت علمائے مقلدین احناف شوافع، موالک، حنابلہ تمام محدثین، مفسرین صوفیا ومشائخ سب کو کافر ومشرک قرار دیا، اوراپنے ماسوا پوری امت کو کافر ومشرک قرار دینے کا سلسلہ برابر چلا ہوا ہے، اوراسی کو اس وقت وہ سب سے بڑا جہاد تصور کئے ہوئے ہیں، سعودی عرب سے شائع ہونے والی ''الدیوبندیہ التبلیغیہ'' و''جھود علماء الاحناف'' کتابوں کو دیکھا جاسکتا ہے، اس وقت جب کہ امت کو اتفاق واتحاد کی سب سے زیادہ ضرورت تھی، اورضروری تھا کہ اپنے مسلکی اختلافات کے باوجود اسلام کے بنیادی اصول توحید ورسالت کی بنیاد پر آپس میں تعلقات واتحاد سے رہیں، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، اور اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کریں، مگر افسوس ایسا کرنے کے بجائے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کو مزید بڑھانے اور پھیلانے کے لئے اپنے ماسواء تمام امت کو کافر ومشرک قرار دینے کو ہی اصل جہاد سمجھ لیا اوراسی پر اپنا تمام تر زر، زور صرف کیا جارہا ہے، برسرعام ائمۂ کرام کی تجہیل اور فقہاء وصوفیاء کرام کی تضلیل کی جاری ہے، تقلید شخصی کو شرک قرار دیکر ہرایرے غیرے کے لئے اجتہاد کو جائز قرار

دیا جار ہا ہے۔

عوام کے ساتھ فقہ وحدیث میں تضاد ظاہر کر کے انہیں فقہ سے متنفر کیا جار ہا ہے، اس سے بھی بڑھ کر فقہ کو (جو قرآن وحدیث کی روح ہے) ناپاک ونجس قرار دیا جار ہا ہے، بلکہ کہا جار ہا ہے، کہ فقہ ایسی ناپاک چیز ہے، کہ اس پر پیشاب کرنے سے پیشاب مزید ناپاک ہو جائے گا، العیاذ باللہ، منسوخ ومتروک احادیث کو آڑ بنا کر ان مسائل کو ہوا دی جا رہی ہے، جو شروع دور سے ائمہٗ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ چلے آرہے تھے، کہیں احناف کی نمازوں کو باطل اوران کے دیگر اعمال کو بیکار ثابت کیا جار ہا ہے، اس پر بس نہیں بلکہ انہیں کافر ومشرک قرار دیکران سے نکاح مناکحت کو ناجائز اوران کی بیویوں کو بغیر نکاح کے حلال قرار دیا جار ہا ہے، اور انہیں غیر ناجی فرقہ قرار دیکر دوزخی ثابت کیا جار ہا ہے۔ جس کی وجہ سے گھر گھر مار دھاڑ ہونے لگی بھائی بھائی کے خون کا پیاس بن گیا فوجداری کے مقدمات ہورہے ہیں جس سے اغیار کو بھی ہنسنے کا موقع مل رہا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے دیباچہ رسائل اہل حدیث جلد اول)

مسلکی اختلاف اس امت میں ہمیشہ سے رہا ہے، لیکن ان کے باوجود اسلام کی تاریخ اتحاد واتفاق باہمی اکرام ومودت اور سالمیت کے حیرت انگیز واقعات سے لبریز ہے، ہمارے اسلاف کرام نے صحت مند اختلاف سے کبھی گریز نہیں کیا، لیکن دلی رشتوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوششیں بھی برابر جاری رکھیں۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان سو مسائل میں اختلاف تھا مگراس کے باجود دونوں میں بے انتہا محبت تھی۔''

''خود حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ۳۷؍
مسائل میں اختلاف تھا مگر ایک دوسرے کیلئے جو اخلاص و محبت کا جذبہ تھا
وہ سب پر عیاں ہے۔''

''اسی طرح تمام فقہاء کے درمیان متعدد مسائل میں اختلاف
تھا، مگر اتحاد و اخوت اسلامی کا پہلو ہمیشہ غالب رہا۔''

لیکن فرقہ نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدین) نے اپنے ماسوا تمام کی تکفیر و تفسیق اور تضلیل و تجہیل کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ حد درجہ افسوس ناک ہے، اور چند سالوں سے اس میں حیرت انگیز شدت آئی ہے۔

سعودیہ سے ''الدیوبندیہ'' التبلیغیہ نامی کتابیں شائع کی جارہی ہیں جس میں تمام اکابر علمائے دیوبند کے نام بنام کافر و مشرک بتایا گیا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ
شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ۔
بانئ دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ۔
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔
حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ۔
حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ۔
محدث جلیل حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ۔
صاحب بذل المجہود حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ۔
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ۔
امیر تبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلویؒ۔
امیر تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ۔

بانئ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ۔

صاحب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' اور قائد تحریک پیام انسانیت، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔

سب کو نام بنام کافر ومشرک، بدعتی......قبوری وغیرہ کیا کیا کہا ہے، اور ان حضرات کی کتابوں سے مضامین نقل کر کے، خود ساختہ غلط مطلب اپنی طرف سے چسپاں کر کے تکفیر وتضلیل کا حکم لگا دیا، اور ان حضرات کی طرف ان عقائد کی نسبت کی جن سے وہ خود اپنی طرف سے بیزاری ظاہر فرما چکے ہیں، اور جن عقائد کو وہ حضرات خود خلاف حق سمجھتے ہیں، یہ وہ حضرات ہیں کہ ان حضرات کی زندگی اشاعت دین وسنت، رد بدعات اور اصلاح امت کی فکر ودلسوزی میں گذری اور آج ہندوستان بھر میں جو دین کی شکل وصورت نظر آرہی ہے، ان میں ان حضرات کی مساعی کا بڑا حصہ ہے، اور غیر ممالک میں بھی جو مدارس ومکاتب اور دعوت وتبلیغ کی محنتیں ہورہی ہیں، وہ بھی عموماً ان حضرات کے تلامذہ اور فیض یافتگاں حضرات ہی عموماً انجام دے رہے ہیں، اگر یہ تمام حضرات اور ان کے متعلقین ومعتقدین سب کے گمراہ ہیں کافر ومشرک ہیں تو پھر دنیا میں مومن ومسلم کس کو کہیں گے؟ کیا اس طبقہ کے علاوہ پوری امت مسلمہ کافر ومشرک ہوگئی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ارشاد ہے ''**لا تجتمع امتی علی ضلالة. (الحدیث)**

کہ میری پوری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

پوری امت مسلمہ کا کافر ومشرک بتانا کیا یہی دین کی خدمت ہے اور کیا کوئی ذی ہوش غیرت مند انسان اس کو برداشت کر سکتا ہے، کہ پوری امت کو گمراہ قرار دیا جائے، کافر ومشرک بتایا جائے، اور ایک صاحب ایمان غیرت مند

انسان خاموش تماشائی بنا ہوا اس کو دیکھتا رہے، اور برداشت کرتا رہے آخر کب تک، اس پر بھی بس نہیں، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (جن کے فضائل ومناقب سے قرآن وحدیث پر ہیں) کی شان میں گستاخیاں کی جارہی ہیں، ان کو بدعتی بدعت ایجاد کرنے والا بدعات کو قبول کرنے والا بتایا جارہا ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اگر اعتماد اٹھ جائے، تو پھر دین کی حفاظت کی کیا شکل ہے، انہیں حضرات کے ذریعہ دین ہم تک پہنچا وہی حضرات اگر بددین، گمراہ، بدعتی ہوں، تو ان کے ذریعہ پہونچے ہوئے دین پر کیا اعتماد کیا جاسکتا ہے، جب کہ دین کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا ہے " **انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون**" صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گمراہ بددین، بدعتی کہنا۔ سید المرسلین، امام الانبیاء، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین وتنقیص ہے۔

کہ وہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی تربیت براہ راست حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔

جن پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتماد فرمایا: جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم. (الحدیث)

عشرۂ مبشرہ! جن کے جنتی ہونے کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں خلفاء راشدین جن کی اتباع کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔

ارشاد فرمایا:

"علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

الـمهديين" [میری سنت کولازم پکڑلواور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کولازم پکڑلو۔]

اورارشادفرمایا:

"**تمسكوا عليها بالنواجذ**" [اس پردانت گاڑکراسکومضبوط پکڑلو۔]

ان کوگمراہ وبددین بتانا، ان کو بدعتی بتانا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں، کیا دین سے اعتماد اٹھانا نہیں، کیا یہ دوستی کے نام پر دین کی دشمنی نہیں کیا دانستہ یا نادانستہ یہودیت کے منصوبہ ومشن کی تکمیل نہیں، کیا ادنیٰ درجہ کا مومن اس کو برداشت کرسکتا ہے، ہرگز ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔

پیش نظر کتابچہ کے اندر اس فرقۂ نومولد غیرمقلدین (نام نہاد اہلحدیث) کا مضبوط حوالوں کے ساتھ تعارف پیش کیا گیا ہے، احادیث صحیحہ کی مخالفت، ائمہ محدثین ومجتہدین نیز حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخیاں نیز انگریز سے دوستی اور تعلقات وغیرہ کو بطور خاص بیان کیا ہے، جس سے اس فرقہ کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے، حق تعالیٰ شانہ اس کوقبول فرمائے، مفیدونافع بنائے۔آمین

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ. وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

۲۶/۱۰/۱۴۳۲ھ

❁❁❁

فقہ حنفی اور خدمات علماء احناف

ائمہ اربعہ کی تقلید شاہ ولی اللہؒ کا ارشاد

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ائمہ اربعہ کی تقلید کو لازم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فی الاخذ بھٰذہ المذاھب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنھا مفسدة کبیرة الخ." (عقد الجید: ٣٦) [ان چاروں مذاہب کے لینے میں بڑی مصلحت اور ان سے اعراض کرنے میں بڑا فساد اور خرابی ہے۔]

اور ہندوستان وغیرہ ان علاقوں میں جہاں دیگر حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ کی فقہ اور کتابیں رائج نہیں ہیں، اور ان کی تعلیم و تدریس نہیں ہوتی تو بقول حضرت شاہ صاحبؒ کے ان علاقوں میں جاہل انسان کے لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تقلید واجب اور اس سے نکلنا حرام ہے۔

"فان کان انسان جاھلاً فی بلاد الھند الیٰ قوله وجب علیه ان یقلد بمذھب ابی حنیفةؒ ویحرم علیه الخروج من مذھبه الخ." (انصاف: ٧٠) [جب کوئی انسان ہندوستان (وغیرہ علاقوں) میں جاہل ہو (آگے فرمایا) تو اس کے لئے

واجب ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تقلید کرے اور اس کے لئے اس سے نکلنا حرام ہے۔]

فقہ حنفی اقرب الی النصوص ہے
مجدد الف ثانیؒ کی شہادت

فقہ حنفی جس قدر اقرب النصوص ہے، دوسری کوئی فقہ نہیں مدقق ومحقق، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ مبدأ ومعاد (ص:۳۹) میں تحریر فرماتے ہیں:

''بریں فقیر ظاہر ساختہ اند کہ در خلافیات کلام حق بجانب حنفی است ودر خلافیات فقہی در اکثر مسائل حق بجانب حنفی، ودر اقل متردو۔''

ترجمہ: اس فقیر پر اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت منکشف کی ہے کہ علم کلام کے (تمام) اختلافی مسائل میں حق مسلک احناف (یعنی ماتریدیہ) کی طرف ہے اور فقہ کے اکثر مختلف فیہ مسائل میں حق بجانب احناف ہے اور بہت کم مسائل میں تردد ہے۔] (کہ حق کس جانب ہے؟)

اور امام المسلمین، مسند الہند، حضرت اقدس شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں:

''عرفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقةً، هی اوفق الطرق بالسنة المعروفة، اللتی جمعت ونقحت فی زمان البخاری رحمه الله تعالیٰ''

ترجمہ: مجھے (کشف میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ حقیقت سمجھائی ہے کہ فقہ حنفی کی شکل میں ایک عمدہ طریقہ ہے جو دیگر طرق سے زیادہ ہم آہنگ ہے ان احادیث مشہورہ سے جو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں جمع کی گئیں اور ان کی تنقیح کی گئی۔ (یعنی تدوین حدیث کے تیسرے دور میں جو احادیث صحیحہ منقح ہو کر کتابوں میں مدون کی گئیں ان سے فقہ حنفی بہ نسبت دوسرے فقہوں کے زیادہ ہم آہنگ ہے)۔

حنفی مذہب کی عالم گیریت

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین عالمگیر تھا، اس لئے آپ نے قیصر وکسریٰ کو خطوط لکھے روم، شام اور یمن وغیرہ کی فتح کی پیشین گوئیاں فرمائیں اور وہ پوری ہوئیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی: **یکون ھذہ الامۃ بعث الی السند و الھند**۔ (مسند احمد: ۲/۳۶۹) یہ امت سندھ اور ہند پر حملہ کرے گی، چنانچہ ۹۲ھ میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ ثقفی کی سرکردگی میں اسلامی فوج سندھ پر حملہ آور ہوئی اور ۹۵ھ تک سندھ مفتوح ہو گیا، یہ بصرہ سے آئے اس وقت وہاں امام حسن بصری رحمہ اللہ (۱۱۰ھ) کی تقلید ہوتی تھی، بعد میں جب امام زفر رحمہ اللہ بصرہ پہنچے تو یہ سب لوگ حنفی ہو گئے، بہر حال ان فاتحین سندھ میں ایک بھی غیر مقلد نہ تھا۔

تمام شاہان ہند حنفی تھے

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کے غزوہ کا بھی ذکر فرمایا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

”عصابتان من امتی احرز ھما اللہ من النار عصابۃ

تغزو الهند وعصابة تكون مع عيسىٰ بن مريم." (مسند احمد:۲/۲۲۹،نسائی:۲/۶۳)

"میری امت کے دوگروہوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ فرمایا، ایک گروہ ہند پر جہاد کریگا دوسرا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔]

چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ۳۹۲ھ میں سلطان محمود غزنویؒ نے ہندوستان کو فتح کیا اور یہاں اسلامی سلطنت قائم فرمائی۔"

یہاں جتنے بھی مسلمان خاندان حاکم رہے خاندان غلامان ہوں یا خاندان غوری، خاندان خلجی ہوں یا خاندان سادات، خاندان تغلق ہوں یا خاندان مغلیہ سب کے سب سنی حنفی تھے، اس ملک میں اسلام، قرآن اور سنت لانے کا سہرا صرف اور صرف احناف کے سر ہے۔

ہندی مسلمان ہمیشہ حنفی رہے ہیں

چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے بھی یہ اعتراف کیا ہے لکھتے ہیں:

"خلاصۂ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرنے ہیں، اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔" (ترجمان وہابیہ:۱۰)

چنانچہ یہ بات ایک قطعی تاریخی حیثیت ہے کہ اس ملک میں انگریز کی حکومت سے پہلے ایک بھی غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جاسکتا جو اجتہاد کو کار ابلیس اور تقلید کو شرک کہتا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کی مقبولیت اور ایک خواب

سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ (۴۶۵ھ) اس دن لاہور پہنچے جس وقت حضرت سید حسین زنجانی رحمۃ اللہ کا جنازہ تیار تھا، وہ اپنے لاہور تشریف لانے کی وجہ خود تحریر فرماتے ہیں "کہ میں علی بن عثمان جلالی ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق خیر دے، شام کے شہر دمشق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلالؓ کی قبر کے سرہانے سورہا تھا خواب میں دیکھتا ہوں، کہ میں مکہ معظّمہ میں ہوں اور پیغمبر علیہ السلام باب بنی شیبہ سے ایک پیر مرد کو اپنی گود میں لئے اس حال میں اندر تشریف لا رہے ہیں، کہ جس طرح بچوں کو پیار سے گود میں اٹھاتے ہیں، میں دوڑ کر حاضر خدمت ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگا، اور تعجب میں تھا کہ یہ کون صاحب ہیں اور یہ کیا حالت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا اندرونی اندیشہ منکشف ہوگیا، اور فرمایا ابوحنیفہؒ رحمہ اللہ ہیں جو تمہارے بھی امام ہیں، اور تمہارے اہل ملک کے بھی امام ہیں، مجھے اس خواب سے اپنے بارے میں بھی بڑی امید ہے اور اپنے اہل ملک کے بارے میں بھی (چنانچہ یہ امید پوری ہوئی اور یہ ملک حنفیت کا گہوارہ بن گیا) اور مجھے اس خواب سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امام اعظم علیہ الرحمہ ان حضرات میں سے ہیں، جو اپنے اوصاف طبع کے لحاظ سے فانی اور احکام شرع کے لحاظ سے باقی ہیں، اور ان ہی کے ذریعہ قائم ہیں، چنانچہ ان کو لے کر چلنے والے حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اگر وہ اپنے آپ چلتے تو وہ باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت غلط فیصلہ بھی کر سکتا ہے، اور صحیح بھی اور جب ان کو اٹھا کر چلنے والے حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے تو وہ پیغمبر صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی بقائے صفت کی وجہ سے فانی الصفت ٹھہرے اور چونکہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خطا کی کوئی صورت نہیں بن سکتی یاد رہے کہ یہ ایک لطیف رمز ہے۔(کشف المحجوب: ۸۶)

سلطان غوریؒ سے لے کر سید احمد شہید تک

الغرض ۵۸۹ھ میں سلطان معز الدین سام غوری آئے اور دہلی تک سلطنت پر قابض ہوگئے، اس وقت سے لیکر ۱۲۷۳ھ تک آپ اس ملک کے حالات پڑھ جایئے، محمود غزنویؒ سے لے کر اورنگ زیب عالمگیر بلکہ سید احمد شہید بریلویؒ تک آپ کو کوئی غیر حنفی غازی، فاتح یا مجاہد نہیں ملے گا۔

گھر کی وزنی شہادت

۲۲۸ھ میں جب حلیفہ واثق باللہ العباسیؒ نے سد سکندر کا حال دریافت کرنے کے لئے کچھ لوگ بھیجے تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو حنفی المذہب پایا چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ بحوالہٗ مسالک الممالک لکھتے ہیں کہ:

”محافظان سد کہ دراں جا بودند ہمہ دین اسلام داشتند و مذہب حنفی و زبان عربی و فارسی میگفتند اما از سلطنت عباسیہ بی خبر بودند۔“ (ریاض المرتاض: ۲۱۶ بحوالہ خیر التنقید: ۲۳)

[سکندری کے محافظ (باشندے) بھی مسلمان اور حنفی المذہب تھے اور عربی و فارسی زبان بولتے تھے مگر سلطنت عباسیہ سے بے خبر تھے۔]

ہندو پاک میں اسلام احناف ہی نے پھیلایا

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب حق کی کی پہچان یہ بتائی ہے کہ دین

اسلام کی اشاعت کے ساتھ دین اسلام پر حملہ آور فتنوں کا مقابلہ کرے، تو ظاہر ہے کہ پاک و ہند میں اشاعت اسلام میں احناف کا کوئی شریک نہیں رہا، سارے ملک میں اسلام احناف نے ہی پھیلایا اور کافر اسلام میں داخل ہو کر حنفی ہی بنے۔

فتنۂ اکبری اور فتنۂ انگریز کا مقابلہ احناف ہی نے کیا

اس ملک میں اسلام پر دو ہی سخت وقت آئے ہیں، ایک اکبر کا الحادی فتنہ، دوسرے انگریز کا تسلط، اکبر نے جب امام صاحب رحمہ اللہ کی تقلید سے برگشتہ کر کے لوگوں کو الحاد کی دعوت دی تو حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کاوشوں سے وہ الحاد مٹ گیا اور انگریز کے خلاف بھی حنفی ہی اٹھے نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

> ''کسی نے نہ سنا ہوگا، کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت حدیث وقرآن پر چلنے والا (انگریز سے) بے وفائی اور قرار توڑنے کا مرتکب ہوا یا فتنۂ ابلیسی اور بغاوت پر آمادہ ہوا، جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے، وہ سب کے سب مقلدین مذہب حنفی تھے۔'' (ترجمان وہابیہ: ۲۵)

حنفی سلاطین اسلام

علامہ علاؤ الدینؒ نے مدینہ منورہ میں روضۂ پاک پر بیٹھ کر ایک جامع اور مکمل کتاب ''درمختار'' تحریر فرمائی، اس میں لکھتے ہے، الحاصل قرآن پاک کے بعد امام ابوحنیفہؒ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے اور اس کی یہی دلیل کافی ہے، کہ دنیا میں سے زیادہ آپ کا ہی مذہب پھیلا اور دوسری دلیل یہ

ہے، امام نے کوئی قول ایسا نہ فرمایا جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو (یعنی سب ائمہ آپ ہی کے خوشہ چین ہیں، اور تیسری دلیل یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے زمانہ سے آج تک سلطنت اور قضاء کے عہدے ان کے مقلدین کے پاس رہے ہیں، علامہ شامیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں، کہ خلافت عباسیہ جن کی مدت حکومت تقریباً پانچ سو سال ہے اس میں اکثر قاضی اور مشائخ (یعنی شیخ الاسلام) حنفی تھے جیسا کہ کتب تاریخ اس کی شاہد ہیں ان کے بعد سلاطین سلجوقی اور خوارزمی سب کے سب حنفی تھے، اور خلافت عثمانیہ بھی حنفی تھی، اور ان کے قاضی بھی حنفی، یعنی شامی کے زمانہ تک نوسوسال کے سلاطین اسلام حنفی گزرے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہؒ بھی فرماتے ہیں:

''در جمیع بلدان وجمیع اقالیم بادشاہاں حنفی اند وقضاۃ واکثر مدرساں واکثر عوام حنفی۔'' (کمالات طیبات: ۱۷۷)

یعنی تمام ملکوں اور شہروں میں بادشاہ حنفی ہیں اور اکثر قاضی اکثر مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں، الغرض دوسری صدی سے چودھویں صدی کے وسط تک تقریباً بارہ سوسال حرمین شریفین کے خادم حنفی رہے اسکے بعد آج تک حنبلی ہیں۔

''اہل قرآن'' اور ''اہل حدیث'' کو کبھی اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا کر کے خدمت حرمین شریفین کا موقعہ نہیں دیا، ان کی حکومت تو کجا ان کا وجود ہی ان مقدس شہروں میں نہیں تھا، الغرض آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرینگے تو اسلامی اقتدار کا نشان آپ کو حنفی ہی ملیں گے۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑادئے گھوڑے ہم نے

کسی منکر حدیث یا منکر فقہ (غیر مقلد) نے ایک انچ زمین بھی کافر سے

چھین کر کبھی اسلامی سلطنت میں شامل نہیں کی، ان کا جہاد صرف یہی ہے کہ احناف کا نہ اسلام صحیح ہے، نہ نماز، اور مذہب حنفی اتنا گندہ مذہب ہے، کہ ہندو، سکھ، عیسائی، مجوسی، یہودی، سب کافر بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

دیکھو! مولوی محمد یوسف جے پوری کی کتاب حقیقۃ الفقہ اور مولوی محمد رفیق پسروری کا رسالہ شمشیر محمدیہ برعقائد حنفیہ اور شمع محمدی، کتابیں اگر یہ تمام احناف (**نعوذ بالله**) کافر ومشرک ہیں، جیسا کہ غیر مقلدین شور مچارہے ہیں، تو پھر مسلمان کون ہے، دین وایمان کہاں باقی رہا۔**العیاذ بالله**

احناف میں بڑے بڑے ائمہ محدثین فقہاء گذرے ہیں، اور قرآن وحدیث کی بڑی خدمت انہوں نے انجام دی ہے، اور دے رہے ہیں، صحاح ستہ کے مصنفین اکثر امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

اس لئے اپنے دور میں علم حدیث کا مرکز بھی علماء احناف ہی تھے، اور حدیث کی تصحیح وتضعیف کے قائم کردہ اصول بھی انہیں حضرات کے مسلم چلے آرہے ہیں۔

صحیح بخاری شریف

صحیح بخاری شریف کو امام بخاریؒ سے گو ہزاروں آدمیوں نے سنا لیکن امام موصوف کے جن تلامذہ سے صحیح بخاری کی روایت کا سلسلہ چلا وہ چار بزرگ ہیں:

(۱)......ابراہیمؒ بن معقل بن حجاج النسفی ۲۹۴ھ یہ جامع بین الحدیث والفقہ حنفی بزرگ تھے، حافظ عبدالقادرؒ قرشی نے الجواہر المضیۂ فی تراجم الحنفیہ میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

(۲)......حماد بن شاکر النسفی الحنفی ۳۱۱ھ (تاج العروس)

(۳)......محمد بن یوسف الفربریؒ ۳۲۰ھ

(۴)......ابوطلحہ منصور بن محمد بن علی البز دویؒ ۳۲۹۔

ان چاروں میں سے کوئی ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا کہ کسی تاریخ میں لکھا ہو کہ وہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ تقلید کرتا تھا۔

صحیح مسلم

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع صحیح کا انتخاب تین لاکھ احادیث سے فرمایا: اگرچہ اس کتاب کو بہت سے حضرات نے پڑھا مگر اس کی روایت کا سلسلہ جس بزرگ کے دم قدم سے قائم ہوا، وہ مشہور حنفی فقیہ شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان نیشاپوریؒ (۳۰۸ھ) ہیں، یہ مشہور حنفی فقیہہ وزاہد ایوب بن الحسن نیشاپوریؒ حنفی کے خواص اصحاب میں سے ہیں، جنہوں نے فقہ کی تعلیم براہ راست امام محمد رحمہ اللہ سے حاصل کی تھی بڑے عابد، زاہد اور مستجاب الدعوات تھے، جولوگ تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں ان کو مسلم کا کوئی غیر مقلد روای تلاش کرنا چاہئے، ہمیں فخر ہے کہ حدیث کی اس مقدس کتاب کی روایت بھی ایسے حنفی بزرگ سے ہوئی جو جامع حدیث وفقہ کے ساتھ جامع بین الشریعۃ والطریقۃ بھی تھے۔

معلوم ہوا کہ صحیحین بخاری شریف ومسلم شریف کی روایت واشاعت کا سہرا بھی احناف ہی کے سر ہے۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک.**

خدمات جلیلہ

آج بھی تمام عالم میں اشاعت دین کا سہرا مقلدین بالخصوص علمائے

احناف ہی کے سر ہے، تمام عالم میں مدارس اسلامیہ اور مکاتب قرآنیہ کے بانیان کو دیکھا جائے کون ہیں؟ اکثر احناف ہی ملیں گے۔

تمام عالم میں دعوت وتبلیغ کے نام پر جو محنت ہو رہی ہے جس کا نفع سورج سے زیادہ روشن ہے وہ بھی احناف ہی کر رہے ہیں۔

کتب حدیث وتفسیر کی اشاعت کرنے والے بھی ہندوپاک میں بالخصوص احناف ہی ہیں۔

درس وتدریس کے ذریعہ علماء احناف جو قرآن پاک اور حدیث پاک کی خدمات انجام دے رہے ہیں، اس میں ان کی کوئی نظیر نہیں دیکھئے احناف کے مدارس اسلامیہ جن میں کتنی بڑی تعداد میں دورۂ حدیث شریف ہوتا ہے، اور صحاح ستہ کو پڑھ کر کتنی بڑی تعداد طلباء کی ہر سال فراغت حاصل کرتی ہے۔

دین واسلام قرآن وحدیث کی جلیل القدر خدمات انجام دینے والوں کو بددین بد مذہب گمراہ فاسق وفاجر بلکہ فرکا ومشرک بتانا کیا یہ بھی کوئی دین کی خدمت ہوسکتی ہے۔

یہ دین کی دوستی ہے یا دشمنی؟

ہر ذی عقل فیصلہ کرسکتا ہے، دین کے یہ خدام اگر اللہ کے اولیاء نہیں تو پھر کون اولیاء اللہ ہیں، اولیاء اللہ سے دشمنی کتنی خطرناک ہے حدیث پاک میں ارشاد ہے:

> ”من عادی لی ولیاً فقد اٰذنته بالحرب.“ [جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے میری طرف سے اس کے لئے اعلان جنگ ہے۔]

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کے لئے اعلان جنگ ہو وہ کیسے نجات

پاسکتا ہے؟

غیر مقلدین کا بخاری شریف اور دیگر احادیث صحیحہ کی مخالفت

غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور اپنے ماسوا تمام مسلمانوں کو تارک حدیث، بدمذہب کہتے ہیں۔

بددین، کافر مشرک، غیر ناجی، قرار دیتے ہیں، حقیقت میں یہ لوگ خود اہل ہوا ہیں، حدیث پاک کے بجائے اپنی ہوائے نفسانی کے متبع ہیں، جو چیزیں اپنے ہوائے نفسانی کے خلاف ہوں، خواہ کیسی ہی صحیح حدیث سے ثابت ہوں، ان کا صاف انکار کردیں گے، یوں تو بات بات میں بخاری شریف کا نام لیتے ہیں، مگر جو چیزیں ان کی ہوائے نفسانی کے خلاف ہوں خواہ بخاری شریف میں ہوں، یا مسلم شریف میں ہوں، ان کا صاف انکار کردیں گے، بلکہ ان پر عمل کرنے والوں کا مذاق بنائیں گے۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ صحیح بخاری کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب ہے اور یہ متقدمین اور متأخرین سب میں یکساں مقبول چلی آرہی ہے، علماء اس کے درس وتدریس اور اس کی شرح وتحقیق کو ہر دور میں اپنی زندگی کا مشغلہ بناتے رہے ہیں، اور زندگی کا ایک بڑا حصہ اس میں صرف کرتے رہے ہیں، یقیناً یہ کتاب بہت بڑا علمی وعملی کارنامہ ہے، جس پر مسلمان بجاطور پر فخر کرسکتے ہیں ''شیعہ'' منکرین حدیث اور برصغیر کے غیر مقلدین کے علاوہ کسی نے بھی اس کے مندرجات سے انکار نہیں کیا ہے۔

عرب ممالک کے علماء کے سامنے غیر مقلدین امام بخاری اور ان کی کتاب کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کا بڑے شدومد کے ساتھ اظہار کرتے ہیں،

بظاہر ہر ہر غیر مقلد بخاری کا متوالا نظر آتا ہے، جب کوئی بات ہو تو بخاری جب کسی حدیث کا ذکر ہو تو بخاری، ہر ایک کے منہ پر بخاری کی رٹ ہے، ہر ایک سب سے پہلے بخاری کا حوالہ مانگتا ہے، گویا ان کے نزدیک بخاری کے علاوہ حدیث کی کوئی اور کتاب ہی نہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی بخاری سے عقیدت صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہے، کیونکہ جب انہیں بخاری شریف سے ان کے موقف کے خلاف حدیثیں دکھلائی جاتی ہیں، اور ان کے موقف کے برعکس امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد دکھلایا جاتا ہے، تو ان کی ساری عقیدت کافور ہو جاتی ہے، بخاری شریف میں سینکڑوں احادیث ایسی ہیں، جن پر غیر مقلدین عمل نہیں کرتے، اور امام بخاری رحمہ اللہ کے بیسیوں اجتہادات ایسے ہیں جنہیں غیر مقلدین ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

جمعہ کی اذان اوّل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کو جاری فرمایا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو قبول کیا اور کسی نے کوئی اختلاف نہیں کیا، اور ہر زمانہ میں اس پر عمل ہوتا رہا، کسی امام اور کسی فقیہ و مجتہد نے اس سے اختلاف نہیں کیا، اور اختلاف کر بھی کیسے سکتے تھے جب کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑ لو یہ چونکہ خلیفہ راشد کے حکم سے جاری ہوئی اس لئے یہ سنت ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس پر عمل ضروری ہے۔

امام بخاری اس واقعہ اذان کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”فثبت

الامر علیٰ ذالک" امراس (اذان اول) پر ثابت ہوگیا۔

یعنی پھر یہ ایک مستقل سنت بن گئی ملاحظہ ہو بخاری شریف: ۱۲۵/۱، ابوداؤد شریف: ۱۵۵/۱، نسائی شریف: ۱۵۶/۱۔

مگر غیر مقلدین حضرات اس کو بدعت کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے، کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدعت کے رائج کرنے والے تھے، اور تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی، نعوذ باللہ بدعت کو قبول کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے تھے، اور ان میں کوئی بھی بدعت پر انکار کرنے والا نہیں تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک.

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حکم سے بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے، ملاحظہ ہو کنز العمال: ۴۰۹/۴، ابوداؤد شریف:: ۲۰۲/۱، سیر اعلام النبلاء: ۴۰۰/۴، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۳۹۳۔

مؤطا امام مالکؒ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے ملاحظہ ہو: مؤطا امام مالکؒ: ۹۸/۱۔

نیز سنن کبریٰ بیہقی: ۴۹۶/۲، میں بھی یہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بھی بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھیں۔

(سنن کبریٰ بیہقی: ۴۹۶/۲ (حدیث واہل حدیث: ۶۳۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی بیس رکعات تراویح

پڑھی جاتی تھیں۔ ملاحظہ ہو: (سنن کبریٰ بیہقی: ۲/۴۹۶) (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۳۹۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے ملاحظہ ہو: مختصر قیام اللیل للمروزی: ۱۵۷۔ (حدیث واہل حدیث: ۶۴۲)

بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔ ملاحظہ ہو: المغنی لابن قدامہ: ۲/۱۶۷۔ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ۳/۵۱۵، حدیث واہل حدیث: ۶۴۳)

علامہ علی بن سلطان القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:

”اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة.“ (مرقاۃ المفاتیح: ۲/۱۹۴)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بیس رکعات تروایح پر اجماع ہے۔ شرح النقایہ: ۲/۲۴۱، میں بھی اجماع نقل کیا ہے حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

”هٰکذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة.“ (ترمذی شریف: ۱/۱۶۶)

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی پایا ہے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں کہ وہاں (سب) بیس رکعتیں ہی پڑھتے ہیں) ائمہ اربعہ امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ بھی بیس رکعات کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو: بدایۃ المجتہد: ۱/۱۵۶،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی بیس رکعات تروایح کے قائل ہیں ملاحظہ ہو: غنیۃ الطالبین مترجم: ۳۹۳، ۳۹۶۔

امام غزالیؒ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں ملاحظہ ہو۔
(احیاء العلوم: ۱/۲۰۱)

امام تقی الدین ابن تیمیہ الحرانیؒ متوفی ۷۲۸ھ بھی تراویح بیس رکعات کے قائل ہیں ملاحظہ ہو۔(فتاویٰ ابن تیمیہ:۱۱۲/۲۳)(حدیث واہل حدیث:۶۵۳)

قارئین کرام: غور فرمائیں کہ جو عمل خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جس پر خلفائے راشدینؓ نے مواظبت کی ہو، جس پر دورِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں اجماع ہوا ہو جس پر ساری امت کا عمل ہو جسے ہر صدی کے فقہاء نے سنت قرار دیا ہو اس عمل کو غیر مقلدین سنت تو کجا بدعت کہنے سے بھی نہیں جھجکتے، غور فرمائیں، اگر یہ بدعت ہے تو پھر سنت کونسا عمل ہوگا؟ پھر اگر اس عمل کو بدعت قرار دیا جائے تو خلفائے راشدین صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرات تابعین، تبع تابعین ائمۂ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے کروڑوں نہیں اربوں متبعین علماء فقہاء اولیاء اور ساری امت کو بدعتی قرار دینا لازم آئیگا، العیاذ باللہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے، اور دین جو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے واسطہ سے ہم تک پہنچا ہے، وہ بھی کس طرح قابل اعتماد ہوسکتا ہے۔العیاذ باللہ

قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ حدیث وسنت کی موافقت ہے یا مخالفت۔

ایک مجلس کی تین طلاق

حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ کے اک بڑے مجمع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کے بعد عرض کیا:

”کذبت علیها یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

ان امسکتها فطلقها ثلاثاً قبل ان یامره رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ." بخاری باب من اجاز طلاق الثلاث:۲/۷۹۱، ومسلم: ۱/۴۸۹.

[یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اسے اپنے پاک روک رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ باندھا اس کے بعد اسے تین طلاقیں دے دیں، قبل اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکم دیتے۔]

امام نوویؒ نے بحوالہ امام جریر طبری لکھا ہے کہ لعان کا یہ واقعہ ۹ھ کا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آیت پاک "**الطلاق مرتان**" کے ایک عرصہ بعد یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے، دیگر ائمہ حدیث نے بھی اسکی تخریج کی ہے، مگر کسی روایت میں اسکا ذکر نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک مجلس دی گئی اس طلاق کو کالعدم یا ایک قرار دیا ہو، بلکہ اسکے برعکس اسی واقعہ سے متعلق ابوداؤد کی روایت میں تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو نافذ فرمادیا، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"**فطلقها ثلاث تطلیفاتٍ عند رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فا نفذه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکان ماصنع عند رسول الله سنة.**" (ابوداؤد: ۱/۳۰۷)

عویمر عجلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں تین طلاقیں دے دیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں نافذ فرمادیا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جو کیا (وہی لعان میں) طریقہ عمل قرار پایا۔

اس روایت پر امام ابوداؤد اور محدث منذری نے کسی قسم کا کوئی کلام نہیں کیا ہے، اور سنن ابی داؤد کی کسی روایت پر دونوں کا سکوت محدثین کے نزدیک اس کے قابل احتجاج ہونے کی علامت ہے، مزید براں شوکانی نے ''نیل الاوطار'' میں اس حدیث کے بارے میں تصریح کی ہے: ''**رجاله رجال الصحیح**'' اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

اصول محدثین کے اعتبار سے اس ثابت شدہ روایت میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سہل بن سعدؓ کی یہ تصریح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر عجلانیؓ کی ایک مجلس میں دی ہوئی تینوں طلاقوں کو نافذ فرمادیا اس کی روشن دلیل ہے کہ بیک مجلس دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں امام المحدثین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم ابواب کی نکتہ آفرینیوں سے واقف حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہوں نے ''**باب من اجاز (جوز) طلاق الثلاث**'' کے تحت حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت لاکر ابوداؤد کی روایت میں آئی ہوئی اسی زیادتی کی جانب اشارہ کیا ہے، ابوداؤد کی یہ روایت چونکہ ان کی شرائط کے مطابق نہیں تھی اس لئے متن میں اسے نہ لاکر ترجمۃ الباب سے اس کی طرف اشارہ کردیا، امام نسائی جیسا جلیل القدر امام حدیث بھی حضرت عویمرؓ کی تین طلاقوں کو تین ہی بتلا رہا ہے۔

''**باب من الرخصة فی ذالک**'' (ایک مجلس میں تین طلاقوں کی رخصت کا باب) کے ذیل میں انکا اس حدیث کا ذکر کرنا اس کا کھلا ثبوت ہے۔

مسئلۂ زیر بحث میں یہ ایسی پختہ اور بے غبار دلیل ہے کہ اگر اس کے علاوہ اور دلیل نہ ہوتی تو تنہا یہی کافی تھی۔

اجماع

قرآن وحدیث کے بعد شریعت اسلامی کا تیسرا ماخذ اجماع ہے، عہد فاروقی میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے، کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔

محقق حافظ بن عبدالواحد المعروف بابن الہمام الحنفی لکھتے ہیں:

"وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الىٰ انه يقع ثلاث." (فتح القدیر:۳/۳۳۰)

[جمہور صحابہ کرام اور تابعین اور بعد ائمہ مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوں گی۔]

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اسی پر اجماع ہے۔"

"فاجماعهم ظاهر فانه لم ينقل عن احدٍ منهم انه خالف عمر رضى اللّٰه عنه حين امضى الثلاث له." (فتح القدیر: ۲/۳۳۰) [حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ظاہر ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی کہ تین طلاقیں تین ہیں، کسی صحابی سے مخالفت منقول نہیں۔]

علامہ بدرالدین العینی الحنفی لکھتے ہیں:

"ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم الاوزاعى والنخعى والثوريؒ وابوحنيفة واصحابه ومالك واصحابه والشافعى واصحابه واحمدؒ

واصحابہ واسحاق وابوداؤدؒ وابوعبیدؒ وآخرون کثیرون علیٰ من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولکنه یاثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ومن لایلتفت الیه لشذوذه من الجماعة له." (عمدۃ القاری:۲۰/۲۳۳،باب من اجاز طلاق الثلاث، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

[تابعین اوران کے بعد کے جمہور علماء جن میں امام اوزاعیؒ، امام نخعیؒ، اور امام ثوریؒ امام ابوحنیفہؒ اوران کے اصحاب امام مالکؒ اوران کے اصحاب، امام شافعیؒ اوران کے اصحاب، امام احمدؒ اوران کے اصحاب، امام اسحاق بن راہویہؒ، امام ابوعبیدؒ وغیرہ دیگر بہت سارے ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوں گی، البتہ اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا، جمہور کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جس نے مخالفت کی وہ شاذ اور مخالف اہل سنت ہے اس نے اس مسئلے میں اہل بدعت اور ایسے لوگوں کی پیروی کی ہے، جو جماعت مسلمین سے کٹ جانے کی وجہ سے قابل التفات نہیں ہیں۔]

سعودی عرب کے اکابر علماء کا فیصلہ

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سعودی عرب کی اعلیٰ ترین فقہی مجلس ہیئۃ الکبار العلماء نے ۱۳۹۳ھ میں پوری بحث وتمحیص کے بعد بالاتفاق یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہونگی، یہ پوری بحث اور مفصل تجویز مجلۃ البحث الاسلامیہ ۱۳۹۷ھ میں ۱۵۰ صفحات میں شائع ہوئی ہے، جو اس موضوع پر ایک وقیع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

تعجب ہے کہ غیر مقلدین حضرات جو ہر معاملہ میں حرمین کے علماء کا حوالہ دیتے ہیں، اس مسئلہ میں علماء سعودی عرب کی رائے اور موقف کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔

بے جا جسارت

ایک غیر مقلد عالم جو اپنی جماعت میں اہمیت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں، حضرات صحابہؓ کے ان فتوؤں کی شرعی حیثیت کو مخدوش بنانے کی نازیبا جسارت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک مجلس میں اگر کسی نے تین طلاقیں دے دیں تو اسے ایک ہی طلاق تصور کریں گے، جہاں حضرت عمر فاروقؓ کے اختیار کردہ طریق کار کا تعلق ہے، تو انہوں نے بطور تعزیر ایک آرڈیننس جاری کر کے فرمایا تھا کہ اگر کسی نے تین طلاقیں اپنی بیوی کو بیک وقت دے دیں تو تین طلاق کا اطلاق ہو جائے گا، خلیفۂ ثانی نے نص شرعی پر مصلحت شرعی کو ترجیح دی تھی، ویسے حضرت عمر فاروقؓ کے اس طریق کار کو اس وقت کے عام مسلمانوں نے تسلیم نہیں کیا، صرف تیرہ افراد نے اس کو تسلیم کیا تھا، اور وہ سب ہی خلیفۂ وقت کے گورنر تھے۔

(روزنامہ ''اخبار مشرق'' کلکتہ ۱۶/ستمبر ۱۹۹۳ء)

قارئین کرام خود غور فرمائیں کہ اس عبارت سے حدیث پاک اور حضرت عمر فاروقؓ سے کس درجہ بغض و عناد ظاہر ہوتا ہے۔

دو ہاتھ سے مصافحہ

دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا، صحیح حدیث سے ثابت ہے، امام بخاریؒ نے

بخاری شریف میں باب المصافحہ کے تحت حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث نقل فرمائی ہے، جس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ جملہ بھی نقل فرمایا ہے۔

"وَ کَفِّی بَیْنَ کَفَّیْهِ" [میرا ہاتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔]

اس سے امام بخاریؒ نے یہ مسئلہ نکالا ہے، کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے، اور محدث جلیل حضرت حمادؒ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا عمل نقل کیا ہے کہ اس حدیث پر عمل فرماتے ہوئے انہوں نے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا جس سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں جلیل القدر محدث بھی دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے قائل تھے، مگر بخاری شریف کی صحیح حدیث کے برخلاف غیر مقلدین ہمیشہ ایک ہاتھ سے ہی مصافحہ کرتے ہیں، اور حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے کبھی تو کہتے ہیں، کہ ابن مسعودؓ کا تو ایک ہاتھ تھا، ہم کہتے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تو دونوں ہاتھ تھے، تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر صحابیؓ کی سنت کو کیوں اختیار کرتے ہو۔

اور اصل تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھی دونوں ہی ہاتھ تھے، مگر جب دو آدمی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہیں تو دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہر ایک کا ایک ہی ہاتھ ہوتا ہے اور یہ ممکن بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ بڑھائیں، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف ایک ہاتھ بڑھائیں۔

کبھی کہتے ہیں یہ مصافحہ نہیں تھا، بلکہ یہ تو ویسے ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں پکڑ رکھا تھا، ہم

کہتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ تو اس سے مصافحہ ہی سمجھ رہے ہیں، تب ہی تو اس پر باب المصافحہ باب قائم فرمایا اور حضرت حمادؒ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اس حدیث سے مصافحہ ہی سمجھ رہے ہیں، تب ہی تو دونوں حضرات دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے، تو غیر مقلدین حضرات کی سمجھ حضرت امام بخاری اور دیگر کبار محدثین رحمہما اللہ تعالیٰ کی سمجھ سے زیادہ ہوگئی، اور اگر امام بخاریؒ کو اتنی بھی سمجھ نہیں تو ان کی احادیث پر کیا اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا غیر مقلدین کو بخاری شریف سے بیزاری کا اعلان کر دینا چاہئے۔

فرقۂ غیر مقلدین کی حدیث پاک سے بیزاری اور عناد کا حال یہ ہے کہ کبھی بھی اس حدیث پر عمل نہیں کرتے، اور بخاری شریف کی اس صحیح حدیث پر عمل کرنے والوں کا الٹا مذاق بناتے ہیں، اور اپنا شعار ہی حدیث کی مخالفت پر ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو بنالیا، پناہ بخدا۔

بطور نمونہ یہ چند احادیث بیان کی ہیں ورنہ تو صحیح احادیث کا بڑا ذخیرہ ہے کہ غیر مقلدین برابر ان کی مخالفت کرتے ہیں، اور کبھی بھی ان پر عمل کی توفیق ان کو نہیں ہوتی جس سے احادیث صحیحہ سے انکار وعناد بخوبی ظاہر ہے۔

(E)\Disk
(E)\Rumman\BMPS\ART24.BMP
not found.

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی شان میں گستاخی

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں حدیث پاک میں عظیم بشارت موجود ہے، محدثین کرام نے آپ کے مناقب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، صحاح ستہ کے مصنفین (امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ابن ماجہؒ، امام نسائی) آپ کے تلامذہ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، اوران کے فیض یافتہ اور خوشہ چیں ہیں، حضرت امام بخاریؒ کے استاذ الاستاذ محدث عظیم حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جن کو محدثین امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیتے ہیں، اور امام بخاریؒ نے ان کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم اور محدث تسلیم کیا ہے، اور ان کے مقابلہ میں دوسروں کو بے علم تک کہدیا، فرماتے ہیں، اگر خدا تعالیٰ ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کے ذریعہ میری فریادرسی نہ کرتا تو میں عام آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہوتا۔ (مقدمہ انوار الباری: ۱/۹۴)

اور بھی متعدد مناقب اور کمالات ومحاسن کو بیان فرمایا ہے، بلکہ امام صاحب کو تمام اوصاف حمیدہ اور کمالات ومحاسن کا مجمع قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: صدائق الحنیفه: ٧٦)

اوران لوگوں کو جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی دشمنی کو زندگی کا مشن بنا رکھا ہے، بے وقوف قرار دیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس طبقہ نے امام ابوحنیفہؒ کی دشمنی اور ان سے بغض وعناد ہی کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے۔

انتہا یہ ہے کہ جاہل اجہل شخص بھی ان کی شان میں گستاخی کر کے اللہ

تعالیٰ کی دشمنی مول لیتا ہے، کسی مدرسہ میں پڑھا نہیں استنجاء کرنا نہیں آتا، اور امام ابوحنیفہؒ کا ذکر اتنے بھونڈے انداز میں گستاخی کے ساتھ کرتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے، اور یہ تو اس فرقہ کا خاص امتیاز ہے کہ جو شخص اس فرقہ سے وابستہ ہو جاتا ہے، اکابر اسلاف سے بے اعتمادی اور ان کی شان میں بدزبانی پیدا ہو جاتی ہے، خاص طور پر امام اعظم ابوحنیفہؒ سے دلی بغض وعناد پیدا ہو جاتا ہے، حالانکہ حدیث شریف میں ہے "**من عادی لی ولیاً فقد آذنته بالحرب**" جس شخص نے میرے کسی ولی سے عداوت کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ جس سے اعلان جنگ کرے، اس کا کہاں ٹھکانہ ہوسکتا ہے، حدیث شریف میں قرب قیامت کی علامت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے:

"**ولعن آخر هذه الامة اولها**" [کہ اس امت کے بعد والے پہلے لوگوں کو برا کہیں گے۔]

امام ابوحنیفہؒ کی شان میں گستاخی کرنے والے یقیناً اس حدیث کے مصداق میں داخل ہیں۔

(غیر مقلدین علماء کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں)

اہل حدیث متشدد ہوتے ہیں

مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں، ایک عجیب بات ہے کہ اہل حدیث عموماً نہایت متشدد ہوتے ہیں، تھوڑی سی بات پر سخت نکتہ چینی کے خوگر ہوتے ہیں (داؤد غزنوی:۱۸) یہی وہ نفسیات ہے جس پر قرآن پاک نے "**وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ**" فرمایا ہے، اور **وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ** (الایة)

ائمہ دین کی شان میں گستاخی سے سوءِ خاتمہ کا خوف

(۱)...... مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں، ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی، ہمارے نزدیک ائمۂ دین کے لئے جو شخص سوءِ ظن رکھتا ہے، یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے، یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے، اور میرے نزدیک اس کے سوءِ خاتمہ کا خوف ہے ہمارے نزدیک ائمۂ دین کی ہدایت ودرایت پر امت کا اجماع ہے۔

(داؤد غزنوی:۳۷۳)

اہل حدیث کو امام ابو حنیفہؒ کی بددعا لے کر بیٹھ گئی

(۲)...... ائمۂ کرام کا ان (مولانا داؤد غزنوی) کے دل میں انتہائی احترام تھا حضرت امام ابوحنیفہؒ کا اسم گرامی بیحد عزت سے لیتے، ایک دن میں (مولانا محمد اسحٰق) ان کی خدمت میں حاضر تھا جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی بڑے دردناک لہجہ میں فرمایا مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابوحنیفہؒ ابوحنیفہؒ کہہ رہا ہے، کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کہہ دیتا ہے، پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے، یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے، جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطۂ نظر رکھتے ہوں، ان میں اتحاد و یک جہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے، یاغربة العلم انما اشکوا بثی

وحزنی الی اللّٰہ. (داؤد غزنوی: ۱۲۷)

امام ابوحنیفہؒ کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہوگیا

(۳)......حضرت مفتی محمد حسنؒ نے ایک بار مولانا عبدالجبار غزنویؒ کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا، وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلّہ تیلیان تھا، جس میں اہل حدیث حضرات کی اکثریت تھی، وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے، وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے، ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ ابوحنیفہؒ سے تو میں اچھا ہوں اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں، اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں، اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار کو پہنچی وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے، انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہوگیا انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسے سے نکال دو وہ طالب علم جب مدرسہ سے نکالا گیا، تو مولانا عبدالجبار غزنویؒ نے فرمایا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا، مفتی محمد حسنؒ راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہوگیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔

اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبدالجبار غزنویؒ سے سوال کیا حضرت آپ کو یہ کیسے علم ہوگیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا، فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اس وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی کہ "من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنته بالحرب"، جس شخص نے میرے کسی ولی سے عداوت کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

میری نظر میں امام ابوحنیفہؒ ولی اللہ تھے، جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہوگیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے اس لئے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔ (داؤد غزنوی: ۱۹۱، ۱۹۲)

امام ابوحنیفہؒ کی بے ادبی کرنیوالے کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا

مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ حافظ عبد المنان صاحبؒ وزیر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں آپ ائمہ کا بہت ادب کرتے تھے، چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمۂ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے، اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ (تاریخ اہل حدیث: ۴۲۸)

نعیم بن حماد کا انجام

نعیم بن حماد خزاعی امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہیں ”**وضع كتبا في الرد على الحنفيه**“ جس نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں یہ شخص امام صاحب کے حسد میں یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ جھوٹی حدیثیں بھی گھڑ لیا کرتا تھا، اور امام صاحب کی عیب گوئی میں جھوٹی حکایتیں بھی گھڑ لیتا جو سب کی سب جھوٹ ہیں۔

(میزان الاعتدال: ۲/۵۳۶، تہذیب التہذیب: ۴۶۳/۱، نہایۃ السؤل فی رواۃ الستۃ الاصول بحوالہ تاریخ اہل حدیث: ۷۰) داؤد غزنوی: ۳۷۸)

یہ شخص (نعیم بن حماد) گرفتار ہوا اور وہیں فوت ہوا، (ہتھکڑیاں سمیت) **فالقى فى حفرة ولم يكفن ولم يصل عليه فعل ذالک به صاحب ابن ابى داؤد.** (تاریخ بغداد: ۳۱۴)

دیکھئے گستاخ امام، نماز جنازہ اور کفن اور قبر تک سے محروم رہا۔

امام ابو حنیفہؒ کی شان میں گستاخی کرنے والے

الناس فی ابی حنیفة حاسد او جاھل: یعنی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔ (داؤد غزنوی: ۳۷۸)

❁❁❁

(E)\Rumman\BMPS\ART42.BMP not found.

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی

گستاخانِ صحابہؓ کا حکم

علامہ ذہبی نے اپنے رسالہ ,,الکبائر'' میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ اختارنی واختارلی اصحابی وجعل لی اصحاباً واخواناً اصھاراً وسیجیُ قومٌ بعدھم یعیبونھم وینقصونھم فلاتواکلوھم ولاتشاوروھم ولاتناکحوھم ولاتصلوا علیھم ولاتصلوامعھم" [آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے اصحاب کو چنا اور میرے لئے اس نے اصحاب واخوان اور اصہار بنائے اور ان کے بعد ایک قوم پیدا ہوگی، یہ لوگ میرے اصحاب کی منقصت بیان کریں گے اور ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ پیو نہ ان کا مشورہ لو نہ ان کو مشورہ دو، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو۔]

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد تاریخ انسانی میں اشرف ترین لوگوں میں سے

تھے، جن کو اشرف الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معیت وصحبت اور ان کی تعلیم کی نشر واشاعت اور شریعت کو عام کرنے کے لئے اللہ نے چنا تھا۔

نیز یہ معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی ہے کہ آپ کے بعد اس امت میں ایک طبقہ پیدا ہوگا، جو صحابۂ کرام کی عیب جوئی اور ان کی مذمت کیا کرے گا، یہ اس امت کا بدترین گروہ ہوگا۔ مسلمانوں کیلئے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان سے کسی طرح کا بھی تعلق رکھنا حرام ہوگا، ان کے ساتھ نماز بھی پڑھنا جائز نہ ہوگی، حتی کہ اگر ان دشمنان صحابۂ کرامؓ کے گروہ کا کوئی فرد مرجائے تو اس کی جنازہ کی نماز بھی پڑھنے سے روکا گیا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چند ارشادات سے دین میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام ومنزلت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوزرعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی برائی کررہا ہے، تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔'' (الاصابۃ:۱/۱۱)

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

''**فمن طعن فيهم اوسبهم فقد خرج من الدين ومرق من ملة المسلمين.**'' (الکبائر:۲۲۸)[یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جس نے مطعون کیا یا ان کو برا بھلا کہا وہ دین اسلام سے نکل گیا اور مسلمانوں کی ملت اور جماعت سے وہ کٹ گیا۔]

صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے والوں کے بارے میں علمائے امت اور سلف صالحین کا موقف بالکل واضح اور بے غبار ہے، امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہؓ کی مذمت کرنے والا زندیق اور منافق ہے۔ (الکبائر للذہبی:۲۳۹)

امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس نے صحابہؓ کی عیب جوئی کی وہ ملحد اور اسلام کا مخالف ہے، اس کا علاج تلوار ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے۔'' (اصول سرخسی: ۲/۱۲۴)

اور علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''وہ بدترین زندیق ہے۔'' (فتاوی: ۲/۱۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی

مشہور غیر مقلد عالم عبدالحق بنارسی نے ہزار ہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب سے نکالا......اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر مرتد ہوئی، اگر بے توبہ مری تو کافر مری، اور صحابہؓ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں، ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں، صحابہؓ سے ہمارا علم بڑا ہے، صحابہ کو علم کم تھا۔[1]

---

[1] کشف الحجاب: ۲۱، مؤلفہ مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی رحمہ اللہ، معلوم ہونا چاہئے کہ مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ اصحاب ورع وتقویٰ اور اہل دیانت وامانت میں سے ہیں، اس لئے ان کی شہادت معتبر اور اہمیت کی حامل ہے، جھوٹ ان سے بعید از قیاس ہے۔

اور اس بنارسی شیخ کی عظمت کیلئے بس یہ کافی ہے کہ وہ اپنی جماعت میں محدثین میں شمار ہوتے ہیں، اور ان کی مدح وتوصیف کے قصیدے گائے جاتے ہیں (تفصیل دیکھئے تراجم اہل حدیث ہند میں)

لیکن صاحب نزہۃ الخواطر کے مطابق یہ شخص ائمہ مجتہدین کے حق میں بڑا جری، فحش گو اور بڑا زبان دراز واقع ہوا تھا، اس لئے حضرت عائشہؓ کی شان میں اس قسم کی بدگوئی اس بنارسی سے مستبعد نہیں سمجھنا چاہئے صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں، یہ شخص سفر حج میں مکہ مکرمہ پہنچا، وہاں ائمہ مجتہدین کی شان میں نامناسب الفاظ کہے، جس کی وجہ سے وہاں کے حکام نے اسے گرفتار کر لیا، لیکن بعد میں رہا کر دیا، پھر جب حج کے بعد مکہ سے مدینہ پہونچا تو بعض اختلافی مسائل پر گفتگو کی اور ائمۂ مجتہدین کی شان میں پھر ناموزوں کلمات کہے اور ان کے متبعین احناف وشوافع وغیرہ کو گمراہ قرار دیا، اس وقت مدینہ طیبہ میں شیخ محمد سعید سلفی مدراسی موجود تھے، انہوں نے یہ معاملہ قاضی تک پہنچایا، عبدالحق کو معلوم ہوا تو وہاں سے چپکے سے بھاگ نکلا اور ''جدہ'' پہنچ کر قیام کیا۔ (۷/۳۴۰)

کچھ صحابہؓ فاسق تھے (نعوذ باللہ)

اور نواب وحید الزماں فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہؓ فاسق ہیں، جیسا کہ ولید اور اسی کے مثل کہا جائے گا، معاویہ بن ابی سفیانؓ، عمرو بن عاصؓ، مغیرہ بن شعبہؓ اور سمرہ بن جندب کے حق میں۔ (کہ وہ بھی فاسق ہیں)'' (نزل لابرار: ۳/۹۴)

حضرت معاویہؓ کی شان میں گستاخی

اور حضرت معاویہؓ کے متعلق لکھتے ہیں:

''بھلا ان پاک نفوس پر معاویہؓ کا قیاس کیونکر ہوسکتا ہے، جو نہ مہاجرین میں سے ہیں، نہ انصار میں سے، نہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خدمت کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ رائے دی کہ علیؓ، طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قتل کر ڈالیں۔'' (لغات الحدیث)

آگے لکھتے ہیں:

''ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو دل کیسے گوارا کرے گا کہ وہ معاویہؓ کی تعریف اور توصیف کرے؟ البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریقہ ہے کہ صحابہؓ سے سکوت کرتے ہیں اسلئے معاویہؓ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثل ''حضرت''، ''رضی

اللہ عنہ'' کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے، اللہ محفوظ رکھے۔'' (ایضاً)

خطبۂ جمعہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے

غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ خطبۂ جمعہ میں التزاماً خلفاء کرام کا نام لینا بدعت ہے، نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

''ولایلتزمون ذکر الخلفاء ولاذکر سلطان الوقت لکونہ بدعة غیر ماثورةٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ.'' (ص:۱۱۰)[یعنی اہل حدیث خلفاء اور سلطان وقت کا خطبہ جمعہ میں نام لینے کا التزام نہیں کرتے اس لئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ منقول نہیں ہے۔]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں گستاخی

اس مسئلہ کے ضمن میں کہ حضرت عائشہؓ نے عورتوں کو مسجد میں جانے والی بات اپنی فہم سے فرمائی ہے، جو حجت شرعی نہیں، فتاویٰ نذیریہ کے مفتی نے حضرت عائشہؓ کی شان میں زبردست گستاخی کی ہے، انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا مخالف بتایا ہے، اور انکو قرآن کی اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔

''وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّه مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِه جَهَنَّمَ وَسَائَتْ مَصِيْراً.''

[یعنی جو رسول سے اختلاف کریگا جب کہ کھل چکی ہے اس پر سیدھی راہ اور مومنین کے علاوہ راستہ چلے گا تو ہم اس کو وہی حوالہ کردیں

گے جو اس نے اختیار کیا ہے اور اس کو جہنم میں پہو نچا دیں گے۔]

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی کی بات ملاحظہ ہو:

''پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول وفعل صحابہ کی مخالفت کرے تو وہ اس آیت کا مصداق ہے، وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّه مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِه جَهَنَّم. (الآية)

جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز رائے وقیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ ''انا خير منه''، حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے، اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔ (ص:۶۲۲)

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اس نے در پردہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کیسا زبردست حملہ کیا ہے، یہاں مفتی نذیر احمد صاحبؒ کے اس فتویٰ کا حاصل یہ نکلتا ہے۔

(۱)......حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی۔

(۲)......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔

(۳)......حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا۔

(۴)......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دے کر وہی کام کیا جو شیطان نے ''انا خير منه'' کہہ کر کیا تھا۔

(۵)......حضرت عائشہؓ نے معاذ اللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت میں عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ جانا مناسب نہیں ہے، شریعت کو بدل ڈالنے کی جرأت کی۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کی جناب میں یہ گستاخیاں بڑے سے بڑا گنہگار بھی اگر اس کو ایمان کا ایک ذرہ بھی نصیب ہے، کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

صحابۂ کرام خلاف نصوص عمل پر عمل پیرا تھے

غیر مقلدین کے علمائے اکابر کا یہ بھی مذہب ہے کہ صحابۂ کرامؓ خلاف نصوص کام بھی کیا کرتے تھے، حالانکہ وہ جانتے ہوتے تھے کہ یہ کام کتاب وسنت کے خلاف اور حرام ومعصیت ہے، مولانا رئیس احمد ندوی فرماتے ہیں:

> ''ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کو متعدد صحابہ اگر چہ واقع مانتے ہیں، مگر یہ سارے صحابہ بیک وقت تین طلاق دے ڈالنے والے فعل کو حرام ومعصیت اور خلاف نصوص کتاب وسنت قرار دینے پر متفق ہیں۔''
>
> (تنویر الآفاق:۱۵)

اس کتاب ''تنویر الآفاق'' میں جامعہ سلفیہ کے ندوی سلفی محقق صاحب فرماتے ہیں:

> ''حالانکہ پوری امت کا اس اصول پر اجماع ہے کہ صحابہؓ کے وہ فتاویٰ حجت نہیں بنائے جاسکتے جو نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہوں۔'' (ص۵۱۵)
>
> ''بہت سے صحابہ وتابعین بہت سی آیات کی خبر رکھنے اور تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجوہ سے ان کے خلاف عمل پیرا تھے۔'' (تنویر:۴۷)

حضرت علیؓ بے فکر شہزادہ کی طرح

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے حکیم فیض عالم

موصوف فرماتے ہیں:

''غنیمت سے بے حساب مال آپ کو گھر میں بیٹھے مل جاتا تھا، حرم آباد تھا اور اولاد موجود تھی، آٹھ دس گاؤں بطور جاگیر خلفائے ثلاثہ کی طرف سے عنایت ہوئے تھے، گویا آپ ایک بے فکر شہزادہ کی طرح زندگی گزار رہے تھے کبھی کبھار دینی امور میں اپنی خوشی سے حصہ لیتے تھے، مگر امور جہاں بانی سیاست مدنی دنیوی نشیب وفراز میں مغز ماری کی ضرورت ہی کبھی محسوس نہ کی تھی۔'' (صدیقہ کائنات:۷۱)

حضرت علیؓ کی نام نہاد خلافت اور خود ساختہ حکمرانی

حکیم فیض عالم غیر مقلد نے اپنی کتاب خلافت راشدہ میں حضرت علیؓ یا خاندان نبوت کے دوسرے حضرات یا ان کے علاوہ دیگر صحابۂ کرام کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، وہ خالص اس کی سبائیت اور شیعی ذہنیت کا پرتو ہے، یہ شخص حضرت علیؓ کے بارے میں جو کچھ کہہ رہا ہے، ناظرین سینہ پر ہاتھ رکھ کر سنتے رہیں، فرمایا جاتا ہے۔

''جہالت، ضد، ہٹ دھرمی، نسلی عصبیت کا کوئی علاج نہیں، اپنے خود ساختہ نظریات سے چمٹے رہنے یا مزعومہ تخیلات کو سینہ سے لگائے رکھنے کا دفعیہ ناممکن ہے، مگر سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت کے متعلق قرآنی آیات حضور صادق ومصدوق کے ارشادات کی روشنی میں حقائق گزشتہ صفحات میں بیان کئے جاچکے ہیں، ان کی موجودگی میں سیدنا علیؓ کی خود ساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافت راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بددیانتی ہے، مگر اغیار نے جس چابکدستی سے آنجناب کی نام نہاد خلافت

کو خلافت حقہ ثابت کرنے کے لئے دنیائے سبائیت سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلم بند کیا ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں۔'' (ص:۵۵،۵۶)

سیدنا علیؓ نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت کو قدآور بنانا چاہا تھا

اس کی مزید گہرافشانی ملاحظہ فرمایئے! لکھتا ہے:

''اسی طرح سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مسلمان منتخب کر کے خلیفہ بناتے تو ان کی ذات کی وجہ سے خلافت کو ضرور وقار ملتا، مگر سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت اور ذات کو قدآور بنانا چاہا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کا سیلاب آتا فتوحات ہی ٹھپ ہو کر رہ گئیں، بلکہ کم وبیش ایک لاکھ فرزندان توحید خاک وخون میں تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے۔'' (ص:۴۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت عذاب خداوندی تھی

اس شخص غیر مقلد حکیم فیض عالم کے سینہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کیسے بغض بھرا ہوا ہے، ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے بارے میں اس غیر مقلد کا یہ تبصرہ ملاحظہ فرمائیں، اور اس کی گندی ذہنیت کا اندازہ لگائیں۔ لکھتا ہے:

''آپؓ کو امت نے اپنا خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا، آپؓ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے، اسی لئے آپؓ کی خودساختہ خلافت کا چار

پانچ سالہ دور امت کے لئے عذاب خداوندی تھا، جس میں ایک لاکھ سے زیادہ فرزندان توحید خون میں تڑپ تڑپ کر ختم ہوگئے، آپؓ کی شہادت عالم اسلام کے لئے ایک آیۂ رحمت ثابت ہوئی۔ اور عالم اسلام نے چار پانچ سال کی انارکی کے بعد سکھ کا سانس لیا۔'' (ص:۲۲۸)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو زمرۂ صحابہ میں رکھنا سبائیت کی ترجمانی ہے

حکیم موصوف کی غیر مقلدیت ایسی دو آتشہ ہے کہ وہ اس کو بھی گوارا نہیں کرتی کہ حضرت حسن وحسین کو جماعت صحابہ میں شمار کیا جائے، چنانچہ وہ اپنی کتاب ''سیدنا حسن بن علی'' کے صفحہ:۲۳؍ پر فرماتے ہیں:

''حضرات حسنین کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے، یا اندھا دھند تقلید کی خرابی۔''

ان غیر مقلدین صاحبان کا ناظرین سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ ریمارک بھی ملاحظہ فرمائیں۔ فرمایا جاتا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ آپ برسام کے مریض تھے، اور اس مرض کے مریض اول تو مرجاتے ہیں، ورنہ پاگل ہوجاتے ہیں، اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہوجاتی ہے، اور ذہن کما حقہ سوچنے کی قوتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔'' (خلافت راشدہ:۱۳۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ موٹے موٹے مسائل میں غلطی کرتے تھے اور ان کا شرعی حکم انہیں معلوم نہیں تھا

چنانچہ طریق محمدی میں مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

''پس آؤ سنو بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں غلطی کی، اور ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے کہ فی الواقع ان مسائل کے دلائل سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے خبر تھے۔ (ص:۴۱)

پھر دس مسئلوں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے خبری ثابت کرنے کے بعد محمد جونا گڑھی کا ارشاد ہوتا ہے:

''یہ دس مسئلے ہوئے، ابھی تلاش سے ایسے اور مسائل بھی مل سکتے ہیں، ان موٹے موٹے مسائل میں جو روزمرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے۔'' (ص:۴۲)

اللہ اکبر! غیر مقلدین میں ایسے بھی دم خم والے علماء موجود ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بھی دینی وشرعی مسائل میں غلطیاں پکڑتے ہیں۔

جامعہ سلفیہ کا یہ سلفی ندوی محقق عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کیا کیا بکتا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتا ہے:

''موصوف عمر کی خواہش وتمنا بھی یہی تھی کہ قرآنی حکم کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی قرار دیں، مگر لوگوں کی غلط روی روکنے کی مصلحت کے پیش نظر موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کردی، اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں۔'' (ص:۴۹۸، تنویر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز اور دین کی بہت سی باتیں بھول گئے تھے

غیر مقلدین کے اصاغر ہی سے نہیں بلکہ اکابر سے بھی بہت سی باتیں اس قسم کی صادر ہوئی ہیں، کہ ان کو عام عقل انسانی بھی باور نہیں کرسکتی، مگر یہ غیر

مقلدین اپنے نظریہ اور اپنے فکر کو سچ ثابت کرنے کے لئے ان کا اپنی زبان وقلم سے برملا اظہار کرتے ہیں، خواہ اس سے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظیم سے عظیم تر شخصیت کی عظمت مجروح ہوتی ہو، مگر ان غیر مقلدوں کو اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑا عظیم مرتبہ حاصل تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت وملازمت میں بیشتر اوقات رہا کرتے تھے، کوئی اجنبی آتا تو ان کو خاندان نبوت کا فرد سمجھتا، ان کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تمسکوا بعهد ابن ام عبد" ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طور طریق اور ان کے احکام کو مضبوطی سے تھام لو، نیز اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرماتے تھے: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح تمہیں قرآن پڑھائیں اس کے مطابق قرآن پڑھا کرو، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وفقہ اور ان کی دینی پختگی اور امور جہاں بانی میں ان کی صلاحیت پر ایسا اعتماد تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

> **"لو كنت مؤمرا احدا منهم من غير مشورة لامرت عليهم ابن ام عبد"** (ترمذی شریف) [یعنی اگر میں کسی کو جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بلا مشورہ امیر اور حاکم بناتا تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا۔]

غرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑا امتیازی مقام حاصل تھا، مگر غیر مقلدوں کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے، اور ان کے نزدیک ان کی کیا عزت وفضیلت ہے، تو مولانا

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ جیسا غیر مقلدین کا محدث یہ فرماتا ہے کہ ان کو تو نماز بھی پڑھنی نہیں آتی تھی، نماز کی وہ بہت سی چیزوں کو بھول گئے تھے، اسی وجہ سے وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نماز کے مسائل کے علاوہ بھی دین کی بہت سی باتوں کو بھول گئے تھے، مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے ترمذی کی شرح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو کلام کیا ہے، یہ اس کا خلاصہ ہے، ناظرین کی بصارت کے لئے میں ان کی اس موقعہ کی پوری عبارت نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

”ولو تنزلنا وسلمنا ان حديث ابن مسعود هذا صحيح او حسن فالظاهر اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَدْ نَسِيَهٗ كَمَا قَدْ نَسِيَ اُمُوْراً كَثِيْرَةً. (تحفۃ الاحوذی:۱/۱۲۲)[یعنی اگر ہم نزول کریں اور تسلیم کریں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفع یدین نہ کرنے والی یہ حدیث صحیح ہے، تو ظاہر ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین کرنا بھلا دیا تھا، جیسا کہ انہوں نے دین کی بہت سی باتوں کو بھلا دیا تھا۔]

اب جب ان غیر مقلدین سے کہا جاتا ہے کہ سوچو تم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا کہہ رہے ہو کیا یہ بات ایک عام مسلمان سے بھی ممکن ہے کہ نماز کی اتنی اہم سنت کو اپنی پوری زندگی بھولا رہے، اور اسے لوگوں کا رفع یدین کرنا دیکھ دیکھ کر بھی یاد نہ آئے، تو غیر مقلدوں کے بڑے چھوٹے سب ایک زبان ہو کر کہتے ہیں، کہ یہ بات ہم تحقیقاً نہیں کہہ رہے ہیں، تقلیداً کہہ رہے ہیں، اور فلاں نے بھی تو یہی کہا ہے، یعنی یہاں غیر مقلدین خالص دوسروں کے مقلد بن جاتے ہیں، اور اس وقت نہ تقلید

حرام ہوتی ہے، اور نہ شرک۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خلاف

جامعہ سلفیہ کے محقق سلفی ندوی نے اپنی کتاب ''تنویر الآفاق'' میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور فقہائے صحابہ میں عظیم المرتبت فقیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف نہایت سوقیانہ وعامیانہ زبان میں گفتگو کی ہے، اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

> ''چونکہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان مذکور اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کردہ اصول شریعت کے خلاف ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ بیان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرعاً ساقط الاعتبار ہے۔''

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

> ''دریں صورت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اپنی نظر میں اس طرح کا تلبیس والا مشکوک عمل اگر قابل نفاذ ہے، لیکن شریعت کی نظر میں اس کا حکم بھی واضح وظاہر ہے، یعنی کہ ایسی تین طلاقیں ایک قرار پائیں گی تو آخر حکم شریعت چھوڑ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ یا انکے علاوہ دوسروں کے موقف کو کس دلیل شرعی کی بنیاد پر اصول فتویٰ بنالینا درست ہے۔'' (ص ۱۶۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی منقصت جنس روافض سے ہے

غیر مقلدین کے علماء کے بیانات آپ نے پڑھے ان سے آپ نے اندازہ لگایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ان کے دلوں میں کیسا بغض بھرا ہوا ہے، مگر حضرت شیخ الاسلام کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابن تیمیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''وَسُئِلَ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ عُلَمَاءِ النَّاسِ فَقَالَ وَاحِدٌ بِالْعِرَاقِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ الْعِلْمِ مِنْ طَبْقَةِ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَاُبَيٍّ وَمُعَاذٍ وَهُوَ مِنَ الطَّبَقَةِ الْاُوْلٰى مِنْ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ فَمَنْ قَدَحَ فِيْهِ اَوْ قَالَ هُوَ ضَعِيْفُ الرِّوَايَةِ فَهُوَ مِنْ جِنْسِ الرَّافِضَةِ الَّذِيْنَ يَقْدَحُوْنَ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍؓ وَعُمَرؓ وَعُثْمَانؓ وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى اِفْرَاطِ جَهْلِهٖ بِالصَّحَابَةِ وَزِنْدَقَتِهٖ وَنِفَاقِهٖ.''

(: ۱۳۵/۴، فتاوی) [یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ میں سے علماء کون ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: عالم تو ایک ہی ہیں، اور وہ عراق میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طبقہ کے صحابہ تھے، علماء صحابہ میں ان کا شمار طبقہ اولیٰ میں ہوتا ہے، اب جو ان کی برائی کرے یا یہ کہے کہ وہ روایت میں کمزور تھے، تو از قسم رافضی ہے، جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بیہودگی کرتے ہیں، یہ دلیل ہے کہ وہ شدید قسم کا جاہل ہے، زندیق اور منافق ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کمیونسٹ نظریہ والے تھے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں ایک خاص مقام تھا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت

دلارے تھے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے عشق ومحبت اور شدت تعلق کا عالم یہ تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر مر مٹنے والے تھے، مزاج زاہدانہ تھا، دنیا کی محبت کا گذر ان کے دل میں نہیں تھا، ان کے بارے میں حکیم فیض عالم صدیقی نے جس انداز سے ریمارک کیا، اس کا کسی ایسے شخص کے قلم سے نکلنا ناممکن ہے جو مقام صحابیت سے کچھ بھی واقف ہے، اور جس کا دل ایمان ویقین کی دولت سے معمور ہو، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حکیم صاحب علامہ اقبالؒ کے اس شعر:

مٹایا قیصر وکسریٰ کے استبداد کو کس نے
وہ کیا تھا زور حیدر فقر بوذر صدق سلمانی

کی آڑ میں اپنے بغض وکینہ اور اپنی غیر مقلدیت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

''اس شعر میں دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے، جو ابن سبا کے کمیونسٹ نظریہ سے متاثر ہوکر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لیکر بھاگ اٹھتے تھے۔'' (خلافت راشدہ:۱۴۳)

مسلمانو! ذرا غور کرو، کہ غیر مقلدیت کا راستہ کیسا شیطانی راستہ ہے، اس راہ پر چلنے کے بعد آدمی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے فقہائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ انداز گفتگو کیا کسی اہل سنت والجماعت کا ہوسکتا ہے؟ اور کیا ایسے لوگ اہل حق قرار دیئے جاسکتے ہیں؟

آہ! غیر مقلدیت کی راہ کیسی پر خطر راہ ہے، جس راہ پر چل کر ایمان کا بچانا دشوار ہوجاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین کے دوسرے باطل عقائد نہ بھی ہوتے

تب بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں صرف یہی ایک عقیدہ دائرۂ اہل سنت سے انہیں نکالنے اور ان کی گمراہی کے لئے کافی تھا۔

انگریز سے دوستی

فرقۂ غیر مقلدین انگریز کا خود کاشتہ پودھا ہے، جس کو مسلمانوں کے درمیان تفریق وانتشار پیدا کرنے کے لئے پروان چڑھایا ہے، اور اس فرقہ نے اپنا فریضہ بخوبی انجام دیا، ہمیشہ اپنے ولی نعمت انگریز کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا، انگریز کے خلاف جہاد کی حرمت کے فتوے لکھے، انگریز کی طرف سے اس فرقہ کے علماء کو انعامات وخطابات سے نوازا گیا۔

اس فرقہ کا بانی

مولانا نذیر حسین صاحب شیخ الکل فی الکل کے سسر اور میاں صاحب کے استاذ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب فرماتے ہیں:

''سو بانی اس فرقۂ نواحداث کا ''عبدالحق بنارسی'' ہے، جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے، اور حضرت امیرالمؤمنین (سید احمد شہیدؒ بریلوی) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا، اور علماء حرمین شریفین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا۔''

(تنبیہ الضالین: ٢۔ برحاشیہ نظام الاسلام طبع خورشید عالم لاہور)

انگریز کے خلاف جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ

غاصب انگریز سے علمائے دیوبند نے جہاد کیا، تو غیر مقلدین نے اس

کی سخت مخالفت کی، ہندوستان کو ''دارالاسلام'' قرار دیا، اور انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کے بالکل ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا، بلکہ عزم جہاد کو گناہ کبیرہ قرار دیا، اور جہاد کرنے والوں کے لئے نہایت سخت الفاظ استعمال کئے۔

نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں:

''کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے، اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے۔''

(ترجمان وہابیہ: ۴۸، صدیق حسن خاں)

''جب یہ ملک ''دارالسلام'' ہوا تو پھر جہاد کرنا کیا معنی بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے، بڑے گناہوں سے۔ (ترجمان وہابیہ: ۵، صدیق حسن خاں)

ایک مقام پر موصوف کا ارشاد ہے:

''پس فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں، اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن وامان جو آج حاصل ہے، فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے، سخت نادانی اور بے وقوفی ہے۔'' (ترجمان وہابیہ: ۷، صدیق حسن خاں)

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے ۱۸۷۶ء میں انگریز سے جہاد کے خلاف ایک رسالہ ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' لکھا جس میں انہوں نے بزعم خویش یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے، اس لئے یہاں جہاد جائز نہیں، بلکہ اس وقت دنیا میں کہیں بھی جہاد جائز نہیں۔

انگریزی حکومت خدا کی رحمت ہے

میاں نذیر حسین صاحب کے شاگرد رشید اور سفر حج کے رفیق مولوی

تلطف حسین صاحب نے ایک موقعہ پر پاشا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لئے خدا کی رحمت ہے۔ (الحیاۃ بعد الممات: ۵۳، فضل حسین بہاری)

انگریزی حکومت اسلامی سلطنت سے بہتر ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں:

''اس گروہ اہلحدیث کے خیر خواہ وفادار، رعایا، برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اس امر کو اپنے قوی وکیل اشاعت السنہ کے ذریعہ سے گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں، جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کسی سے اسکے ظاہر ہونے کی امید ہوسکتی ہے۔'' (اہل حدیث اور انگریز: ۲۶۲، ج: ۶، شمارہ: ۹، بحوالہ اشاعت السنہ)

عادل ومہربان گورنمنٹ

مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی اپنی کتاب ''الدر المنثور فی تراجم اہل صادقپور'' میں حکومت برطانیہ کو عادل اور مہربان گورنمنٹ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خاص کر فرقۂ اہل حدیث کے لئے تو کسی اسلامی سلطنت میں بھی یہ آزادی مذہبی (وہ بلا مزاحمت اپنے تمام ارکان دینی ادا کریں) نصیب نہیں جو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے، پس ان کا فرض مذہبی ومنصبی دونوں ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع وفرمانبردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعا گوئے سلطنت رہیں۔ فتدبر ولا تکن من

الغافلین.'' (الدرالمنثور:۲،طبع اوّل)

غیر مقلدین کے اکابر نے ملکۂ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر ملکہ کے حضور سپاس نامہ پیش کیا، پھر ۲۴/مارچ ۱۸۸۷ء میں گورنر پنجاب اپچی سن کے حضور اس کی رخصت کے موقعہ پر ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ ۱۹۸۸ء میں ہندوستان کے گورنر جنزل اور وائسرائے لارڈ ڈفرن کے حضور اس کی وطن واپسی کے موقعہ پر پھر ایک سپاس نامہ پیش کیا، یہ سپاس نامے کیا تھے، انگریزی حکومت سے عقیدت ومحبت اور وفاداری گورنمنٹ برٹش کا ایک کامل وثیقہ تھے، ان میں غیر مقلدین کے علماء وصلحا نے گورنمنٹ انگلشیہ کے حضور خوشامد وچاپلوسی کی انتہاء کردی، بخوف طوالت ان کا یہاں ذکر نہیں کیا جارہا ہے، تفصیل کے لئے ''اہل حدیث اور انگریز'' نامی کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

''اہل حدیث'' نام انگریز حکومت سے الاٹ کرایا

اسلامی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ کسی مسلم جماعت نے اپنا مذہبی ومسلکی نام کسی غیر مسلم حکومت سے الاٹ کرایا ہو، ہاں ہندوستان کے انگریزی دور میں یہ واقعہ ضرور ملتا ہے کہ غیر مقلدین نے برٹش گورنمنٹ کو یہ درخواست دی کہ انہیں وہابی کے بجائے اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جائے، برٹش گورنمنٹ نے غیر مقلدین کی خدمات کے پیش نظر یہ درخواست منظور کی، اور سرکاری دفاتر اور کاغذات میں غیر مقلدین کو وہابی کے بجائے اہل حدیث لکھنے کا حکم دیا۔

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد رقمطراز ہیں:

''مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی، لفظ ''وہابی'' آپ ہی کی کوشش سے سرکاری

دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا، اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی، اور انعام میں جاگیر پائی۔ (حاشیہ سیرت ثنائی: ۴۵۲، عبدالمجید سوہدروی)

نواب صاحب کی شادی

غیر مقلدین حضرات نے برٹش گورنمنٹ کی خوب خدمت کی جس کے صلہ میں انہیں اعزازات وانعامات سے نوازا گیا، دولت وحشمت بھی ملی، اور جاگیریں بھی پائیں، نواب صدیق حسن خاں صاحب کی شادی والیہ بھوپال سے خاص انگریزی حکومت کی منشاء ومرضی سے ہوئی، نواب صاحب اپنی شادی کی روداد خود ذکر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''جب دوسرا سال گذرا رئیسہ معظّمہ نے اپنی زوجیت سے مجھے عزت وافتخار بخشا اور یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ وحسب مرضی سرکار انگلشیہ ظہور میں آیا، اور یہ علاقہ موجب ترقی ومنصب اور عروج وعزت روز افزوں کا ہوا، اور چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطابات معتمد المہامی سے سرفراز حاصل ہوا، اور خلعت گرامی قیمتی دو ہزار روپیہ مع اسپ وفیل وچنور، پالکی وشمشیر وغیرہ عنایت ہوا۔ بعد چندے خطاب نوابی وامیر الملکی والا جاہی ۱۷ ارفیر شلنگ سے سربلندی عطا فرمائی، اور اقطاع یک لک روپیہ سال اوپر سے مزید مرحمت ہوئے۔ (ترجمان وہابیہ: ۳۸)

میم کی خدمت کا صلہ

میاں نذیر حسین صاحب کو ایک میم کی خدمت کے صلہ میں ۱۳۰۰ر

روپیہ اور وفاداری کے سرٹیفکیٹ ملے، اور شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔

میاں صاحب کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

''عین حالات غدر میں جب کہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہورہا تھا، مسز لیسنس ایک زخمی میم کو رات کے وقت میاں صاحب اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے، پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے رہے، اس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذرا بھی خبر ہوجاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی، طرہ اس پر یہ ہے کہ پنجابی کٹرہ والی مسجد کو تغلباً باغی دخل کئے ہوئے تھے، اور اسی سے ملا ہوا زنانہ مکان تھا، اسی میں اس میم کو چھپائے ہوئے تھے۔''

''مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حویلی میں کتنے آدمی ہیں، ساڑے تین مہینے کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اس نیم جان میم کو جواب بالکل تندرست اور توانا تھی، انگریز کیمپ میں پہونچا دیا، جس کے صلہ میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپے، اور سرٹیفکٹ ملیں۔'' (الحیاۃ بعد الممات:٧٧)

مولوی نذیر حسین صاحب کیلئے انگریز کمشنر کی چٹھی

خیال رہے کہ چٹھی انگریزی میں ہے اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے، یہ چٹھی میاں صاحب نے جب حج کا ارادہ کیا تھا تو ان کو یہ خوف ہوا کہ مخالفین انہیں پریشان کریں گے تو انہوں نے اپنی حفاظت کی خاطر کمشنر دہلی سے جو انگریز تھا، ایک چٹھی لی، جس کا مضمون یہ ہے:

''مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں، جنہوں نے مشکل اور نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے، اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کے لئے مکہ جاتے ہیں، میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی مدد چاہیں گے، وہ ان کی مدد کرے گا، کیونکہ وہ کامل طور پر اس مدد کے مستحق ہیں۔'' (ترجمان وہابیہ:۸۳)

ناظرین! ذرا آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ ملک وملت کے لئے آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کو تختۂ دار پر چڑھایا جارہا تھا، اور مجاہدین سر بکف اور کفن بردوش ہوکر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے، اور غیر مقلدین حضرات انگریزی سرکار کی چھتر چھایہ تلے مزے اڑا رہے ہیں، آخر اس کی کوئی تو وجہ ہوگی، حقیقت یہ ہے انگریزوں نے ہندوستان کے عام مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے، انگریزوں کے خلاف ان کی جدوجہد کو کمزور کرنے کے لئے اس فرقہ کو کھڑا کیا اور ہر قسم کی عنایتوں سے نوازا۔ (المآثر شمارہ:۳، ۹٦ھ بحوالہ غیر مقلدین کی ڈائری:۹۴)

غیر مقلدین خود اپنے علماء کی نظر میں

نواب صدیق حسن صاحب کا ارشاد

نواب صدیق حسن صاحب "الحطة فی ذکر الصحاح الستہ" میں تاج الدین سبکیؒ سے محدث کی تعریف نقل کرنے کے بعد اپنے زمانہ کے غیر مقلدین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"احادیث شریفہ کا انہیں علم نہیں ہے، معاملات کے بارے میں سنت سے جو فقہی مسائل ثابت ہیں انہیں ذرا بھی نہیں جانتے اور کسی مسئلہ کا سنن سے استنباط نہیں کر سکتے۔"

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ:

"ان لوگوں نے زبانی دعووں اور تاویلاتِ شیطانیہ پر اکتفا کر لیا ہے، پھر انہی کو عین دین سمجھ لیا، اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ مسلمانوں کے درمیان جو پیچھے رہ جانے والے لوگ ہیں ان کے ساتھ ہو جائیں، یہ ان کا مزاج ہے۔ امیر ہو یا فقیر ہو، صحیح ہو یا بیمار، میں نے انہیں بار بار آزمایا ہے، میں نے ان میں سے کسی کو نہیں پایا جو صالحین کے طریقہ کی رغبت رکھتا ہو، یا مؤمنین کی سیرت پر چلتا ہو، بلکہ میں نے ان سب کو اس پر پایا کہ حقیر دنیا میں منہمک ہیں، اور اس کے ردی مزخرفات میں غرق ہیں، جاہ و مال جمع کرنا چاہتے ہیں، حرام اور حلال کا فرق کئے

بغیر مال جمع کرنے کے لالچی ہیں، ان کے دل مسلمانوں کے بارے میں سخت ہیں، سرکش ہیں، بے ہودہ لوگوں کی طرح ہیں۔"

اور آخر میں لکھتے ہیں:

"**فما هذا دین ان هذا الا فتنة فی الارض وفساد کبیر.**" [یعنی غیر مقلدین کا اپنایا ہوا، یہ طریقہ کوئی دین نہیں ہے، یہ تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہے۔]"

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ان جیسے ہی لوگوں کے بارے میں علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ:

"یہ لوگ اولاً آدمی کو شیعیت اور اس کے مذہب کی طرف بلاتے ہیں، اور اس کے بعد بتدریج اسے اسلام کے دائرے سے خارج کردیتے ہیں۔ (فتاویٰ: ۴/۱۶۳)

مولانا عبدالجبار غزنویؒ کی شہادت

مولانا عبدالجبار غزنویؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت نبویہ کی حد بندی کو گراتے ہیں، اور ملت حنفیہ کی بنیاد کو کہنہ کرتے ہیں، اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں، احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے، اور متصل الاسناد آثار کو پھینک دیا ہے، اور ان کے دفع کرنے کے لئے وہ حیلہ بناتے ہیں کہ جن کے لئے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا، اور نہ کسی مومن کا سر اٹھتا ہے۔" (فتاویٰ علماء اہلحدیث: ۷/۸۰)

نواب وحیدالزماں صاحبؒ کی شہادت

نواب وحیدالزماں صاحبؒ رقمطراز ہیں:

''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے، نہ سلف صالحین کی اور نہ تابعین کی، قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آ چکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے، بعض عوام اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہل حدیث ہونے کیلئے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب وسنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت جھوٹ افتراء سے بات کرتے ہیں، ائمہ مجتہدینؒ اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں، اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔ (لغات الحدیث:۲/۹۱)

قارئین کرام! آپ نے غیر مقلدین کے صاحبان اور دیگر علماء کے حوالے ملاحظہ فرمائے، غور کیجئے کہ وہ غیر مقلدین کے رویہ سے کس قدر نالاں ہیں، اور اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کر رہے ہیں، کہ ان لوگوں کو حدیث سے سوائے متنازعہ مسائل کے کوئی مس نہیں، یہ لوگ صرف اپنے آپ کو مسلمان اور موحد سمجھتے ہیں، اور اپنے ماسوا باقی سب کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ترک تقلید! ارتداد کا سرچشمہ

غیر مقلدوں کے ایک عظیم رہنما اور پیشوا کی ہی شہادت ملاحظہ فرمائیں

کہ کس طرح ترک تقلید کو کفر وارتداد کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں۔
مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد حسین صاحب بٹالویؒ (المتوفی ۱۳۳۸ھ) فرماتے ہیں:

''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں، وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر وارتداد وفسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دینداروں کے بے دین ہوجانے کیلئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے، گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہوکر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں، اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوجاتے ہیں۔ (رسالہ اشاعۃ السنہ: ۱۱/۲، مطبوعہ ۱۸۸۸ء، ماخوذ از خیر التنقید: ۶)

مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، مولانا موصوف خود غیر مقلد ہیں، اور ان کے خطاب کا رخ بھی غیر مقلدین حضرات ہی کی طرف ہے کہ بے علم کے لئے ترک تقلید کفر وارتداد کا ذریعہ ہے، اور ربع صدی کے طویل اور صحیح تجربہ کے بعد مولانا موصوف نے فرمایا ہے اور جو کچھ فرمایا وہ بالکل بجا اور صحیح فرمایا ہے، اس لئے کہ جاہل کے لئے واقعی ترک تقلید ارتداد کا کھلا دروازہ ہے، عبداللہ چکڑالوی، اسلم جیراجپوری، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر غلام جیلانی برق (جو حدیث کے منکر تھے، بعد میں تائب ہوگئے)

ڈاکٹر احمد دین کالگڑھی علاقہ مشرقی چودھری غلام احمد پرویز، تمنا عمادی اور حتی کے مرزا غلام احمد قادیانی بھی اور اس کا خلیفہ اول حکیم نور الدین بھی اسی ترک تقلید کے چور دروازے سے بالآخر ارتداد کی منزل میں پہونچے ہیں، اور

مولانا مودودی صاحب نے بھی جن بعض بنیادی مسائل میں ٹھوکریں کھائی ہیں، اور جن بعض مسائل میں پوری ملت اسلامیہ اور سلف صالحین کے مد مقابل کمر ٹھونک کر کھڑے ہوگئے ہیں، یہ سب ترک تقلید ہی کا نتیجہ ہے۔ (الکلام المفید)

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ.

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا
وَمَوْلاَنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی
یَوْمِ الدِّیْنِ. آمین

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

۲۷؍شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ

❁❁❁❁❁
❁❁❁
❁

۱	خطبات محمود ۳؍جلدیں	۲۹	شوریٰ واہتمام
۲	حیات محمود (سوانح) مکمل ۲؍جلدیں	۳۰	مشائخ احمد آباد
۳	تربیت الطالبین	۳۱	شاہد قدرت
۴	ترجمہ عمل الیوم واللیلۃ اردو	۳۲	مسلک علمائے دیوبند اور حب نبی ﷺ
۵	محمود الاعمال	۳۳	حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۶	تحفۂ اسکوٹ لینڈ	۳۴	صلوٰۃ وسلام مع احکام حج
۷	ملفوظات فقیہ الامت ۳؍جلدیں	۳۵	افریقہ وخدمات فقیہ الامتؒ
۸	معاشرت پر ایک نظر	۳۶	اسباب مصائب اور ان کا علاج
۹	تذکرۃ الاحباب، بعد وفات قطب الاقطاب	۳۷	آلات تصوف
۱۰	رفع یدین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام	۳۸	وصف شیخ
۱۱	آسان فرائض	۳۹	نغمۂ توحید
۱۲	نعت محمود، وصف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰	ذکر محمود (یعنی مختصر سوانح حضرت فقیہ الامت)
۱۳	ارمغان اہل دل (کلام محمود)	۴۱	غیر مقلدین کا اصلی چہرہ
۱۴	معمولات یومیہ مع شجرۂ مبارکہ	۴۲	عقائد الشیعہ
۱۵	وصف شیخ	۴۳	کام کی باتیں
۱۶	لطائف محمود	۴۴	تذکرہ رفیق الامتؒ
۱۷	غیر مقلدیت	۴۵	خطبات رفیق الامتؒ ۲؍جلدیں
۱۸	ردشیعیت	۴۶	تذکرہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
۱۹	مناقب النعمان	۴۷	تذکرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
۲۰	سرکاری سودی قرضے	۴۸	حیات ابرار
۲۱	اسباب لعنت	۴۹	مسنون ومقبول دعائیں
۲۲	اسباب غضب	۵۰	سلوک واحسان
۲۳	مکتوبات فقیہ الامت ۳؍جلدیں	۵۱	اصول حدیث منظوم نافع (ترجمہ تشریح)
۲۴	آئینۂ مرزائیت	۵۲	اصول حدیث منظوم نافع
۲۵	رضاخانیت	۵۳	جناب گرونانک جیؒ اور اسلام (ہندی)
۲۶	حقیقت حج	۵۴	جناب گرونانک جیؒ اور اسلام (اردو)
۲۷	حدود اختلاف		
۲۸	گلدستۂ سلام بدرگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم		